رفتار

ششماہی نیوز لیٹر، اکتوبر 2022ء

هُوَ الَّذِیٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ

سیرت النبی ﷺ نمبر

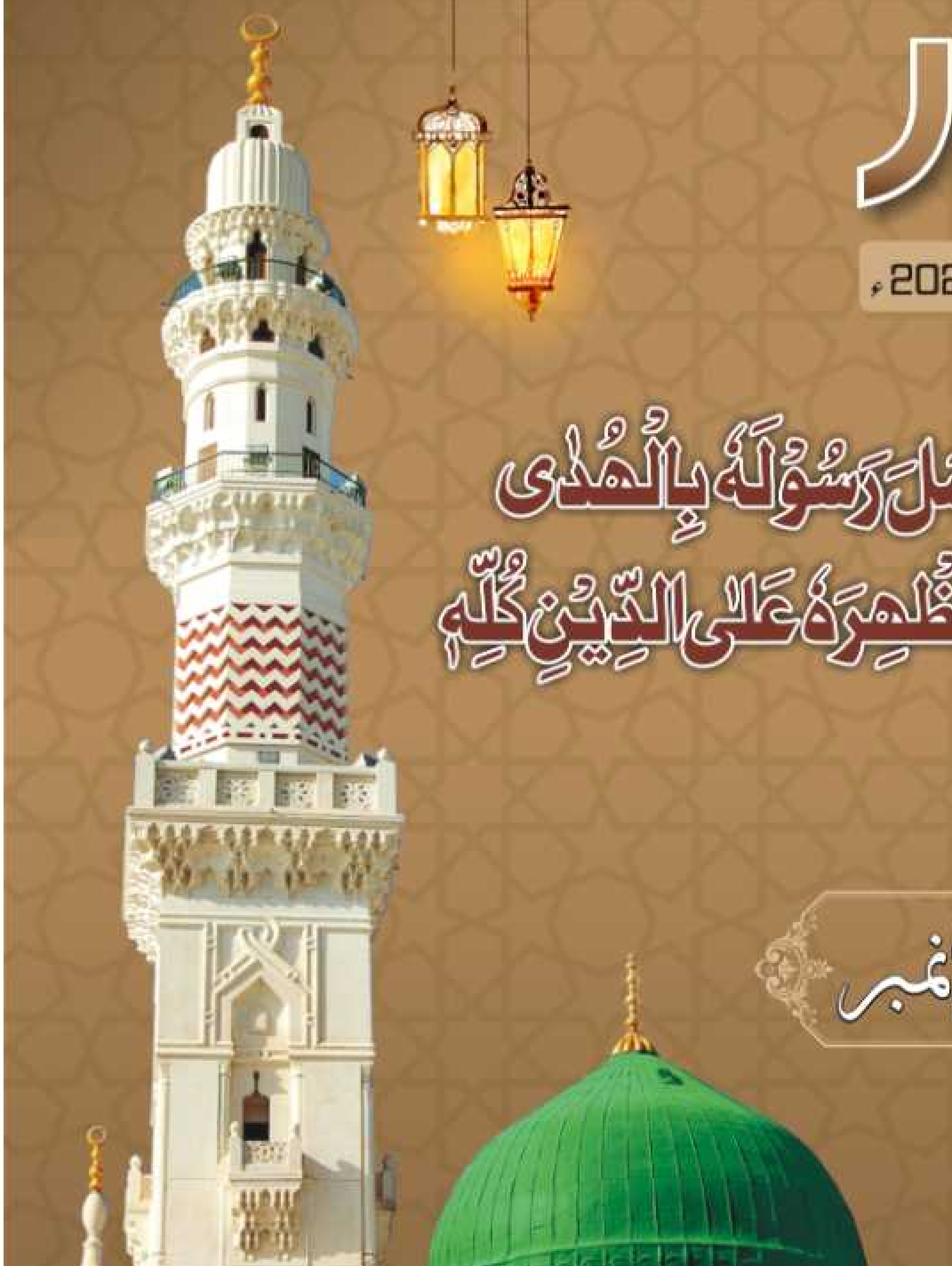

حلقہ خواتین جماعت اسلامی پاکستان

دفتر جماعت اسلامی (حلقہ خواتین) پاکستان، منصورہ ملتان روڈ، لاہور

کارکنان جماعت کو ہدایت

سخت سے سخت بے ہودہ مخالفت کے جواب میں بھی آپ حدود اللہ سے کبھی تجاوز نہ کریں۔ ہر لفظ جو آپ کی زبان یا قلم سے نکلے اس پر خوب سوچیں کہ وہ خلاف تقوی نہیں ہے اور آپ اس کا حساب خدا کے ہاں دے سکیں۔ آپ کے مخالفین خدا سے ڈریں چاہے نہ ڈریں۔ آپ کو بہر حال خدا سے ڈرتے رہنا چاہیے۔

سید ابو الاعلی مودودی رحمۃ اللہ علیہ

مسلمانوں کو جس خاص مقصد کے لئے مبعوث کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ وہ پوری نوع انسانی کو غلط فکر اور غلط کاریوں سے روک کر صحیح راہ پر لائیں۔

سید ابو الاعلی مودودی رحمۃ اللہ علیہ

فہرست

آپ کے نام	(قیمہ صاحبہ کا پیغام)	03
آپ ﷺ کا طرز زندگی	افشاں نوید	04
خانوادہ نبوت ﷺ کی خواتین	ڈاکٹر سمیحہ راحیل	08
سروے۔۔میرے نبی ﷺ سے میرا رشتہ		11
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت ساتھی	قانتہ رابعہ	20
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت قائد	محب اللہ قاسمی	23
ششماہی کارکردگی کا جائزہ		26
آنے والا وقت اور احادیث کی پیشن گوئیاں	ڈاکٹر میمونہ حمزہ	29
گوشہ شعر و سخن		33
بچوں کی تربیت کے لئے اصول سیرت کی روشنی میں	فرزانہ چیمہ	37
حاصل مطالعہ		40
سیرت کوئز (اپنی معلومات جانچیے)		47
صحت اور تندرستی کے بنیادی اصول، اسلامی تعلیمات کی روشنی میں	مولانا نعمان نعیم	50
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں		52
درس کے لئے سیرت النبی ﷺ کے موضوع پر نکات		56
میری ذات اسوہ رسول اللہ ﷺ کے آئینے میں		58
رسول اللہ ﷺ کا انداز تعلیم و تربیت	ڈاکٹر شرف الدین ساحل	60

اِرشادِ باری تعالیٰ

هُوَ الَّذِیۡ بَعَثَ فِی الۡاُمِّیّٖنَ رَسُوۡلًا مِّنۡهُمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡهِمۡ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَکِّیۡهِمۡ وَ یُعَلِّمُهُمُ الۡکِتٰبَ وَ الۡحِکۡمَةَ ٭ وَ اِنۡ کَانُوۡا مِنۡ قَبۡلُ لَفِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ ۙ﴿۲﴾ وَّ اٰخَرِیۡنَ مِنۡهُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِهِمۡ ؕ وَ هُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ﴿۳﴾

(الجمعہ: ۱تا۴)

وہی ہے جس نے امی لوگوں میں ان ہی میں سے ایک عظیم رسول بھیجا جو ان پر اللہ کی آیتوں کی تلاوت کرتا ہے اور ان کے باطن کو صاف کرتا ہے اور ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور بیشک وہ اس کے آنے سے پہلے کھلی ہوئی گمراہی میں تھے۔ اور اس رسول ﷺ کو دوسروں کے لئے بھیجا ہے جو (ابھی تک) ان سے نہیں ملے ہیں۔ اللہ زبردست اور حکیم ہے۔ یہ اس کا فضل ہے، جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور وہ بڑا فضل فرمانے والا ہے۔

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

وَعَنۡ اَبِیۡ هُرَیۡرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ:

"کُلُّ اُمَّتِیۡ یَدۡخُلُوۡنَ الۡجَنَّةَ اِلَّا مَنۡ اَبٰی. قِیۡلَ: وَمَنۡ اَبٰی؟ قَالَ: مَنۡ اَطَاعَنِیۡ دَخَلَ الۡجَنَّةَ وَمَنۡ عَصَانِیۡ فَقَدۡ اَبٰی" (رواہ البخاری)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”میری ساری امت جنت میں جائے گی بجز اس شخص کے جس نے انکار کیا۔“ عرض کیا گیا: کس نے انکار کیا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”جس شخص نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوا اور جس نے میری نافرمانی کی، اس نے انکار کیا۔

قیّمہ کا پیغام ـــــ آپ کے نام

میری عزیز بہنو!

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ ہمیں ایمان وصحت کی بہترین حالت میں رکھے۔ آمین

سیرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر حلقہ خواتین جماعت اسلامی پاکستان کے ششماہی مجلّے "رفتار" کے ذریعے آپ سے مخاطب ہوں۔ اس موضوع کے انتخاب کا مقصد قوم رسول ہاشمی ﷺ کے ایک داعی ہونے کی حیثیت سے سیرت مصطفی ﷺ کے آئینے میں اپنا عکس دیکھنا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اشاعت اسلام کے لئے بستیوں اور بیابانوں میں اللہ کا پیغام پہنچایا، مخالفین کی سنگ زنی وسختیاں سہیں۔ حضرت ابراہیمؑ کی طرح وطن چھوڑا، ان سب آزمائشوں کے ساتھ انسانیت کو امن ومحبت، رحمت اور دائمی فلاح کا پیغام دیا۔ ہمیں اپنی ذات، اپنے گھروں اور معاشرے کو سنت رسول اللہ ﷺ کے رنگ میں رنگنا ہے۔

بیت رسول ﷺ وہ مرکز ہے جہاں سے ساری دنیا کو اللہ کے احکام اور سنت نبوی ﷺ سے روشن کیا گیا۔ اسی لئے اس گھر میں آباد امہات المومنین رضوان اللہ علیہم کی زندگی میں ایمان، صالح اعمال اور اعلیٰ کردار کا نمونہ موجود تھا، آج ہمیں اپنے گھروں کے لئے بہترین طرز زندگی یہاں سے ملتا ہے۔

قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ

مَّا حُمِّلْتُمْ وَاِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ (سورہ النور:۵۴)

"کہہ دیجیے (اے محمد ﷺ) اللہ کے مطیع بنو اور رسولؐ کے تابع فرمان بن کر رہو۔ لیکن اگر تم منہ پھیرتے ہو تو خوب سمجھ لو کہ رسول پر جس فرض کا بار رکھا گیا ہے اس کا ذمہ دار وہ ہے اور تم پر جس فرض کا بار ڈالا گیا ہے اس کے ذمہ دار تم ہو۔ اُس کی اطاعت کرو گے تو خود ہی ہدایت پاؤ گے ورنہ رسول ﷺ کی ذمہ داری اس سے زیادہ کچھ نہیں ہے کہ صاف صاف حکم پہنچا دے۔

تحریک اسلامی کے کارکن کے لئے دعوت دین کے کام کا شعور جہاں مقام شکر ہے، وہیں یہ نہایت برداشت اور حکمت کا تقاضا بھی کرتا ہے، اللہ کے دین کی دعوت کو سنت انبیاء کا درجہ دیتے ہوئے دامے درمے سخنے قدمے انجام دینا زندگی کا اوڑھنا بچھونا بن جائے۔ اپنی نگاہ اس نبوی نصب العین کی طرف مرکوز رکھنا ہے جس کے برگ وبار معاشرے میں سنگلاخ زمین کے مالی کی شب وروز کی محنت کے بعد نظر آتے ہیں اور اس کا دل خوش کرتے ہیں۔ داعی دین صرف اس کامیابی کے لئے جدوجہد نہیں کرتا، اس کی نگاہ رضائے الٰہی اور جنتوں کی متلاشی ہوتی ہے۔ اطاعت رسول ﷺ کے ذریعے رب کی رضا کا حصول اور نتیجتاً ایک صالح، پرامن، خوشحال معاشرے کا قیام اس خواب کی تعبیر بن کر جگمگانے لگتا ہے۔ بحیثیت داعی دین اسلام کا سفیر بن کر اسوہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی عملی زندگی کا نمونہ بنانا ہے اور دوسروں تک اسلام کا ابدی پیغام پہنچانے کی حتی المقدور کوشش کرنی ہے تب ہی ہم بہترین امت کہلانے کے حقدار ہوں گے اور اسوہ رسول ﷺ پر مکمل عمل پیرا ہو کر امت مسلمہ کے کمزور پہلو اور باہمی اختلافات کے حقیقی عوامل کو جانیں اور ان کا خاتمہ کر کے پاکیزہ معاشرے کا قیام ممکن ہو سکے گا۔ ایک اسلامی، نظریاتی، فلاحی معاشرے کا قیام ہی جماعت اسلامی کا مقصد ہے۔ ان شاء اللہ

والسلام
آپ کی بہن
دردانہ صدیقی

نبی مہربان ﷺ کا طرز زندگی

افشاں نوید (رکن مرکزی شوری)

کتنی مبارک ہے یہ خواہش کہ کبھی ہم بھی صفہ کے چبوترے پر ہوتے، چبوترے کے ایک کونے میں سمٹ کر آپ ﷺ کی نشست و برخاست دیکھتے۔ کبھی آپ ﷺ کو سنتے اور کبھی دیکھتے اور کسی روز جو آپ ﷺ کی زبان مبارک سے ہم سنتے کہ

لا یومن احدکم حتیٰ اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین (بخاری، مسلم)

ترجمہ۔ ''تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کی نگاہ میں اس کے باپ، اس کے بیٹے اور سارے انسانوں سے زیادہ محبوب نہ جاؤں۔''

تب ہم اپنے ضمیر کی مسجد میں خود امامت کے مصلے پر کھڑے ہو کر بے لاگ جائزہ لیتے، خود اپنا احتساب کرتے کہ رسمی اظہار محبت سے کام چل جائے گا یا مطلوب و مقصود اور کچھ ہے۔!! تب مدینے منورہ کی گلیوں میں اس آسمانی ندا کی خوشبو پھیلی ہوگی کہ

''اے نبی ﷺ لوگوں سے کہہ دو کہ اگر تم حقیقت میں اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی اختیار کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمھاری خطاؤں سے درگزر فرمائے گا وہ بڑا معاف کرنے والا اور رحیم ہے، ان سے کہو اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت قبول کرو پھر اگر وہ تمھاری یہ دعوت قبول نہ کریں تو یقیناً یہ ممکن نہیں ہے کہ اللہ ایسے لوگوں سے محبت کرے جو اس کی اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت سے انکار کرتے ہوں'' (آل عمران 31,32)

یعنی جب تک قول کی سچائی عمل صالح میں نہیں بدلے گی محض زبانی جمع خرچ کی کوئی قدر نہ ہوگی۔

یہ آپ ﷺ کا کتنا بڑا معجزہ ہے کہ محض تیئیس برس کی مختصر مدت میں کسی ایک خاندان، محلہ، گاؤں یا شہر کی نہیں پورے جزیرہ عرب کی کایا پلٹ دی۔ پرانے انسان کے اندر سے ایک نیا عظیم الشان انسان برآمد ہوا۔ وہ کیسا انقلاب تھا کہ کفر و شرک کی نجاستوں میں گھرے ہوئے لوگ ایک نئی تہذیب و تمدن کے معمار بن گئے۔

ایسا کیوں کر ممکن ہوا؟ اس لیے کہ آپ ﷺ نے جو کہا اس پر عمل کر کے دکھایا، محض تبلیغ نہیں کی عملی مثال اپنی ذات سے پیش کی۔ لوگوں کو محبت کرنا ہی نہیں سکھایا بلکہ محبت کا عملی مفہوم سمجھایا۔

حضرت عبدالرحمن ابن ابی قرادؓ فرماتے ہیں، ایک دن نبی کریمؐ نے وضو فرمایا آپ کے کچھ اصحابؓ آپؐ کے وضو کا پانی لے کر اپنے چہروں پر ملنے لگے۔ تو آپؐ نے پوچھا۔ تمہارے اس کام کا متحرک کیا ہے؟ لوگوں نے کہا: اللہ اور رسول کی محبت۔ آپؐ نے یہ سن کر فرمایا، جن لوگوں کو اس بات کی خوشی ہو کہ وہ اللہ اور رسولؐ سے محبت کرتے ہیں تو انہیں چاہیئے کہ جب بات کریں تو سچ بولیں، جب ان کے پاس کوئی امانت رکھی جائے تو اس کو (بہ بحفاظت) مالک کے حوالے کریں، اور

پڑوسیوں کے ساتھ اچھا سلوک کریں۔(مشکوٰۃ)

کتنی جامع تعلیم ہے کہ محبت کا تعلق عمل سے ہے، صحابہ کرامؓ نے اپنی قلبی محبت کا بے تابانہ اظہار کیا تو آپؐ نے اس قلبی کیفیت اور پاکیزہ جذبے کو تین اعمال میں بدل دیا.

آپ ﷺ نے اپنے پورے طرز زندگی سے اس کو ثابت کیا کہ محبت کا پہلا مطالبہ ہی اطاعت ہے، چاہے شخصی زندگی ہو یا اجتماعی اسلامی جمہوریہ پاکستان میں محض زبانی کلامی اظہار ہی نہیں بلکہ دستور مملکت کے ذریعے یہ اعلان کیا جائے کہ شریعت بالا دست ہے۔اسلامی تعلیمات کو ملک میں نافذ نہ کرنا دستور پاکستان کی کھلم کھلا خلاف ورزی ہے۔

آپ ﷺ کا طرز عمل صرف ساتویں صدی عیسوی کے مسلمانوں کے لیے مشعل راہ نہیں تھا۔نہ وہ آپ ﷺ کا ذاتی عمل تھا کہ جس نے دیکھا بس اسی پر واجب ہے، نہ ہی آپ قانون وشریعت کے بجائے چند اخلاقی اصول دے کر رخصت ہو گئے۔آپ ﷺ نے اپنے طرز زندگی میں نہ صرف عبادت بلکہ معاملات اور زندگی کے ہر ہر عمل میں رہنمائی فرمائی۔صرف کتاب کی تلاوت نہیں فرمائی شریعت کے تمام اسرار و رموز سے پردہ اٹھایا۔

اہل ایمان پر احکامات کے بوجھ نہیں لادے بلکہ ان کے سابقہ بوجھ ہلکے کیے، یوں امت محمدی ﷺ رحمت کی حق دار قرار پائی۔

(پس آج یہ رحمت ان لوگوں کا حصہ ہے جو اس پیغمبر نبی امی ﷺ کی پوری اطاعت اختیار کریں جس کا ذکر انہیں اپنے ہاں تورات اور انجیل میں لکھا ہوا ملتا ہے، وہ انہیں نیکی کا حکم دیتا ہے، بدی سے روکتا ہے، ان کے لیے پاک چیزیں حلال اور ناپاک چیزیں حرام کرتا ہے، اور ان پر سے وہ بوجھ اتارتا ہے جو ان پر لدے ہوئے تھے اور وہ بندشیں کھولتا ہے جس میں وہ جکڑے ہوئے تھے، لہٰذا جو لوگ اس پر ایمان لائیں اور اس کی حمایت و نصرت کریں اور اس روشنی کی پیروی کریں جو اس کے ساتھ نازل کی گئی ہے وہی فلاح پانے والے ہیں)(الاعراف۔157)

دنیا کی حقیقت :

انسان اپنی زندگی میں جو بنیادی غلطی کرتا ہے وہ اس دنیا سے اپنے تعلق کو سمجھنے کی غلطی ہے، آپؐ کے ساری زندگی کے طرز عمل سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ آپؐ دنیا کو کس طرح برتتے تھے، بار بار مثالوں سے اس وضاحت فرماتے تھے

حضرت عبداللہؓ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسولؐ چٹائی پر سو گئے. جب بیدار ہوئے تو پہلو پر نشانات تھے، ہم نے کہا: اے اللہ کے رسولؐ اگر آپؐ اجازت دیں تو ہم آپؐ کے لیے بستر تیار کر دیں، آپؐ نے فرمایا، میرا دنیا سے کیا تعلق، میں تو دنیا میں صرف اس راہی کی طرح ہوں جو آرام کی خاطر کسی درخت کے نیچے رکا پھر آرام کیا اور چلتا بنا۔(ترمذی۔ابواب الزھد)

یعنی آخرت کی زندگی کی جتنی اہمیت ہے اسی کی اتنی ہی تیاری کی جائے، راہ گیر چلتے چلتے تھک جاتا ہے تو زمین پر ہاتھ کا تکیہ بنا کر گھڑی دو گھڑی آرام کر کے پھر سفر کے لیے چل پڑتا ہے، ہم تو آخرت کے طالب ہیں۔

یہاں آخرت کی طلب کا مطلب یہ نہیں کہ ہم دنیا سے بے نیاز گزر جائیں، اللہ کی زمین فسق و فجور سے بھر جائے اور ہم مزاج خانقاہی میں پختہ ہو کر اپنے ذاتی تزکیہ کے گنبد میں بند ہو جائیں۔

اللہ کے نبیؐ سے زیادہ کوئی زاہد اور اللہ کا خوف رکھنے والا نہیں ہو سکتا، آپؐ سے زیادہ عبادت گزار اس روئے زمین نے پھر نہ دیکھا مگر آپؐ مدینہ منورہ کے محض تیرہ رس کے عرصے میں اسلامی ریاست قائم کر کے اور دنیا پر اسلام کی دھاک بیٹھا کر گئے۔

آپؐ نے اپنے صحابہ کو بہترین تزکیہ اور ضبط نفس کی تعلیم دی

نفس کی باگیں اپنے ہاتھوں میں :

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا۔ پہلوان وہ نہیں جو مقابلہ جیت لے، بلکہ پہلوان وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے نفس پر قابو رکھے۔(صحیح البخاری، کتاب الادب)

پہلوان طاقت وقوت کے بل بوتے پر مدمقابل کو پچھاڑتا ہے، آپؐ نے فرمایا اپنی قوت کا اظہار اس وقت کرو جب شیطان تمہیں طیش دلائے تو پوری قوت سے اپنے غصے پر قابو پاؤ۔ غصے کی حالت انسان کے لیے بہت نقصان دہ ہوتی ہے اور کبھی کبھی حالت طیش میں ایسے اعمال کا صدور ہو جاتا ہے جن کی تلافی کے لیے ایک عمر ناکافی ہوتی ہے۔ اسی لیے آپؐ نے غصے پر قابو پانے کی مختلف ترکیبیں بھی بتائیں۔ شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔ اس کے نفس کی باگیں اپنے ہاتھ میں لینا شیطان کی عین خواہش ہوتی ہے، اسی لیے شریعت میں معافی و درگزر کی ترغیب ملتی ہے۔

سادگی :

حضرت انسؓ آپؐ کی سادگی کا بیان فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے اون کا کپڑا پہنا اور ٹانکا لگا ہوا جوتا استعمال فرمایا۔ کھدرے ٹاٹ کے کپڑے پہنے اور ''شبع'' تناول فرمایا۔ حضرت حسن بصریؒ سے پوچھا گیا کہ شبع کس کھانے کو کہتے ہیں؟ انہوں نے وضاحت فرمائی۔ موٹے پسے ہوئے جو جنھیں حضورؐ پانی کے گھونٹ سے نگل لیا کرتے تھے۔(ابن ماجہ)

یہ معیار زندگی آپؐ امت کو دے کر گئے ہیں کہ نہ شکم کے بندے بنو، نہ بندہ زمانہ۔ روکھی سوکھی کھا کر اصل توجہ رفتار سفر پر رکھو کہ شکم پرستی راستہ کھوٹا نہ کر دے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ آپؐ کی خدمت اقدس میں ایک پیالہ پیش کیا گیا جس میں شہد اور دودھ کا آمیزہ تھا۔ اس پر آپؐ نے فرمایا۔ پینے کی دو چیزوں کو ایک بنا دیا گیا ہے۔ ایک پیالے میں دو سالن جمع کر دیئے گئے ہیں۔ مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ غور سے سنو! میں یہ نہیں کہتا کہ یہ حرام ہے لیکن میں یہ پسند نہیں کرتا کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے قیامت کے دن ضرورت سے زائد چیزوں کے بارے میں پوچھے۔ میں تو اللہ کے حضور میں تواضع اختیار کرتا ہوں کیونکہ جو بھی اللہ کے لیے تواضع اختیار کرے گا اللہ اسے سربلند کر دے گا اور جو تکبر کرے گا اللہ اسے سرنگوں کر دے گا اور جو خرچ میں میانہ روی اختیار کرے گا اللہ اسے غنی کر دے گا اور جو موت کو کثرت سے یاد کرے گا اللہ اپنے اس بندے سے محبت کرے گا۔(طبرانی)

یہ روایات ثواب و برکت حاصل کرنے کے لیے نہیں ہیں ایک آئینہ ہیں ہمارے لیے کہ ہم اپنے روز وشب کا جائزہ اس قناعت پسندی کی روشنی میں لیں۔

ام المومنین حضرت عائشہؓ سے کسی نے دریافت کیا کہ رسول خدا اپنے گھر میں کیا کرتے تھے؟ آپ نے جواب دیا۔ آپ ﷺ آدمیوں میں سے ایک آدمی تھے۔ اپنے کپڑوں کی دیکھ بھال خود ہی کر لیتے، بکری کا دودھ دوہتے اور اپنی ضرورتیں خود ہی پوری کر لیتے، نیز اپنے کپڑوں کو خود ہی پیوند لگا لیتے یا اپنے جوتوں کی مرمت کر لیتے اور یہ کہ اپنے ڈول کو ٹانکا لگا لیتے، بوجھ اُٹھاتے، جانوروں کو چارہ ڈالتے، کوئی خادم ہوتا تو اس کے ساتھ مل کر کام کرا دیتے، بازار جانے میں عار نہ تھی، خود ہی سودا سلف لاتے اور ضرورت کی چیزیں ایک کپڑے میں باندھ کر اُٹھا لاتے۔۔۔۔ آپؐ گھر میں سب سے زیادہ نرم خو، متبسم، خندہ جبین اور اس صفت کی شان یہ تھی کہ کبھی کسی خادم کو جھڑکا نہیں۔ حق یہ ہے کہ رسول خدا سے بڑھ کر کوئی بھی اپنے اہل وعیال کے لیے شفیق نہ تھا۔(مسلم)

عام لوگ نہ ہی سہی، دعوت دین جیسے عظیم مشن سے وابستہ لوگ ہی ان روایات کی روشنی میں اپنے گھروں کا جائزہ لیں، ماؤں کے لیے ان کے بیٹوں کی تربیت کے لیے کتنے زرین اصول موجود ہیں۔ وقت کے پیغمبر اور والی ریاست کے لیے امور خانہ داری کی انجام دہی میں کوئی عار نہیں ہے تو عام امتی خود کے لیے کیسے امور خانہ داری کو باعث شرم سمجھ سکتے ہیں؟

آپؐ نے امت کی خواتین کی تعلیم وتربیت کے لیے بھی عملی نمونہ پیش کیا۔ آپؐ نے بعد نماز عصر تمام ازواج مطہرات کے گھروں کا چکر لگاتے، تمام ازواج

اس گھر میں بھی جمع ہو جاتیں جہاں آپؐ نے رات گزارنی ہوتی۔ گھریلو امور، دینی مسائل سب زیرِ بحث آتے، گھر کی فضا نہ خشک تھی نہ بوجھل، قصہ گوئی بھی ہوتی، نوک جھونک بھی۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کی ذات کو ہر پہلو سے پوری انسانیت کے لیے اسوہ اور نمونہ بنا دیا۔ جو چاہے اس بہتے شفاف چشمے سے سیرابی حاصل کر لے۔

مسلمانوں کے پاس جب تک قرآن اور نبی پاک کی لائی ہوئی شریعت موجود ہے کوئی پروپیگنڈہ اسے دبا نہیں سکتا۔ قرآن وسنت عالمی اور ابدی سچائی ہے۔

کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ذکر کو سارے جہاں میں بلند کر دیا گیا۔ (الم نشرح۔ 4)

اس نورانی چراغ کو دشمن اپنی پھونکوں سے کبھی نہ بجھا سکیں گے۔ مغرب جتنی ناپاک سازشیں کرتا ہے، دنیا بھر کے مسلمان حبِ رسولؐ میں ایک قدم اور آگے بڑھ جاتے ہیں۔ دنیا بھر کے مسلمان سڑکوں پر آ کر اسلام کے عالمگیر مذہب ہونے کا عملی ثبوت پیش کرتے ہیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ برحق ہے۔

بے شک وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسولؐ کی مخالفت کر رہے ہیں وہی ذلیل ہوں گے۔ اللہ نے لکھ رکھا ہے کہ میں
اور میرے رسول ہی غالب رہیں گے۔ بے شک اللہ قوی ہے، بڑا زبردست ہے۔ (المجادلہ۔ 20,21)

نعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

فرزانہ چیمہ

چاروں طرف ہے نور، جب سے کہی ہے نعت
غم ہو گئے ہیں دور، جب سے کہی ہے نعت
پہلے تو یوں نہ تھا، قلب و نظر کا حال
بدلا ہے کچھ ضرور، جب سے کہی ہے نعت
دنیا کے ہم اسیر، پہلے بھی تھے کہاں
اب اور بھی ہے دور، جب سے کہی ہے نعت
دل کی شگفتگی، کب سے تھی ساتھ ساتھ
ہے دل میں اب سرور، جب سے کہی ہے نعت
اصحاب کی وہ بزم، ماہ مبیں کے ساتھ
میں کب ہوں اس سے دور، جب سے کہی ہے نعت
یا رب! ترا کرم سب تیری رحمتیں
ہے سربسر سرور، جب سے کہی ہے نعت
محشر میں وہ ہمیں کوثر پلائیں گے
اک آس ہے ضرور، جب سے کہی ہے نعت

خانوادہ نبوت ﷺ کی خواتین

ڈاکٹر سمیحہ راحیل قاضی (نگران شعبہ امور خارجہ جماعت اسلامی پاکستان)

عورت زمین پر رب کی ایک حسین تخلیق ہے جسے زمانے نے ہمیشہ مجبور اور محکوم سمجھا۔ کائنات میں دیگر موجود اشیاء کی طرح ایک شے جانا کسی تہذیب میں کھلونے کی طرح سلوک کیا گیا اور کسی میں دیوداسی بنی۔ کسی علاقے میں ترکے میں بٹی اور کسی میں بھیڑ، بکری کی طرح پالی گئی، لیکن حضور ﷺ کا مہربان وجود اس در بدر ٹھوکریں کھاتی اور زندہ درگور ہوتی عورت کے لئے محسن اعظم ﷺ بن کر اس کی زندگی کے لیے خوشیوں کی نوید لے کر آیا۔ حضور ﷺ کی مبارک زندگی پر نظر ڈالیں تو ہمیں عورت اپنے ہر روپ میں بھرپور کردار ادا کرتی نظر آتی ہے۔

ان کے والد ان کے دنیا میں تشریف لانے سے قبل ہی دنیا سے رخصت ہو گئے اور ان کی والدہ محترمہ بی بی آمنہ کا تذکرہ ملتا ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں یاد فرمایا کرتے تھے۔ ان کی رضاعی والدہ بی بی حلیمہ سعدیہ کا ذکر خیر سیرت کی کتابوں میں تفصیلاً ملتا ہے جبکہ رضاعی والد کا سرسری تذکرہ ہوا ہے۔ ان کی رضاعی بہن حضرت شیما کے واقعات بھی بیان ہوئے ہیں۔ پھر حضرت خدیجہ ان کی زندگی میں تھیں جنہوں نے اپنی محبت کی ایسی لازوال داستان رقم کی ہے کہ حضور ﷺ آخر وقت تک ان کی یاد میں غمزدہ ہو جایا کرتے تھے۔ پہلی مسلمان خاتون ہونے کا شرف حضرت خدیجہؓ کی وجہ سے ہر مسلمان عورت کا افتخار ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی ڈھارس اور تسلی دی کہ نبوت کی پہلی گواہ بن کر فخر اور وقار کا مقام حاصل کیا۔ اپنے تن من دھن تینوں کو کار نبوت میں کھپا دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اولاد کی نعمت سے سرفراز کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پہلی نماز خانہ کعبہ میں جا کر پڑھی۔

ان کی وفات کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں حضرت عائشہؓ تشریف لائیں جن کی ہمہ پہلو تربیت میں خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ذاتی دلچسپی لی اور امت کے لیے ایک عظیم قانون ساز ام المومنین کی صورت گری کی۔ ایک تہائی دین اس عظیم عالمہ باعمل خاتون کی وجہ سے امت کے علم میں آیا۔ بڑے مشکل ادوار میں حضرت عائشہ نے امت کی رہنمائی کا فریضہ سرانجام دیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اولاد نرینہ نہیں عطا کی گئی مگر ان کی بیٹی حضرت فاطمہ کے توسط سے ان کی صلبی نسل بھی پروان چڑھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسی بیٹی کی تربیت کی کہ وہ آج خاندان کے ادارے اور امومت کی شان کے حوالے سے دنیائے عالم کی خواتین کی صف میں امام بن کر کھڑی ہیں۔

انہوں نے اپنے معاشرے کی دیگر خواتین کی بھی ایسی پذیرائی کی کہ ایک راہ چلتی لونڈی بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال جواب کرتی۔ بڑی بوڑھیاں بحث وتمحیص کرتیں۔ حضرت اسماءؓ بنت ابی بکرؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہجرت کے سفر میں کھانا پہنچاتی اور دیگر احوال کی بھی رازداری سے ذمہ داری ادا کرتیں۔ سب

سے پہلے سرفروشی کا اعزاز بھی ایک عورت حضرت سمیہؓ کو ملا جن کو اسلام کی راہ میں سب سے پہلے شہید کیا گیا۔

آج بھی حضرت خدیجہؓ، عائشہؓ اور فاطمہؓ کی بیٹیاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی پیروی میں اپنا وہی کردار ادا کر رہی ہیں جو روایات ان راہبر خواتین سے انہیں میراث میں ملی ہیں۔ موجودہ حالات میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس کی حفاظت کے لیے ویسا ہی کردار ادا کرنے کی ضرورت ہے جیسا کہ جنگ اُحد میں حضرت ام عمارہؓ نے ادا کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ احد کے دن میں جس طرف دیکھتا تھا، ام عمارہؓ میری حفاظت میں ڈھال کی طرح کھڑی نظر آتیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صرف محبت نہیں بلکہ ٹوٹ کر عشق کرنا مطلوب ہے کہ فرمایا گیا۔

لا یؤمن أحدکم حتی أکون أحب إلیه من والده وولده والناس أجمعین۔

تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک میں اس کے باپ، بیٹے اور سب انسانوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں اور جس سے محبت اور عشق ہوتا ہے اسے یاد کیا جاتا ہے اور جسے یاد کیا جاتا ہے اس سے محبت ہو ہی جاتی ہے۔ ہمیں بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کھوئی اور گم کردہ سنتوں کو زندہ کر کے اپنی زندگیوں کو طوقوں اور بوجھوں سے آزاد کرانا ہے تاکہ معاشرے میں امن و امان کا دور دورہ ہو اور انسانیت کو ابدی فلاح نصیب ہو۔ قرآن کریم اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا سب سے خوبصورت ذریعہ ہے۔

الحذر آئین پیغمبر سے سو بار الحذر
حافظ ناموس زن، مرد آزما مرد آفرین

یہی محبت امت کی شیرازہ بندی کا ذریعہ بھی ہے۔ نفسا نفسی، مادہ پرستی، وطن پرستی اور عصبیت کے اس پرفتن دور میں امت کے متحد ہونے کی صورت یہی محبت ہے۔ ایک صوفی کا قول ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی محبت کرو کہ محبت عشق میں اور عشق دیوانگی میں بدل جائے اور جب انسان اس مقام پر پہنچ جائے تو وہ دنیا میں بڑے سے بڑا کام سرانجام دے سکتا ہے۔

سلام اس پر کہ جس کے پریشاں حال دیوانے
سنا سکتے ہیں اب بھی خالد و حیدر کے افسانے

اگرچہ ان مسلمان عورت کو چاروں طرف تاریکی ہی نظر آ رہی ہے۔ ہم امت کے زوال کے بدنصیب دور سے گزر رہے ہیں مگر اللہ نے قرآن میں وعدہ کیا ہے اور اس سے سچی بات کس کی ہوسکتی ہے کہ!

یریدون أن یطفؤا نور اللہ بأفواہهم ویأبی اللہ إلا أن یتم نورہ ولو کرہ الکفرون (سورہ الصف۔۔۸)

یہ کافر لوگ اپنے منہ کی پھونکوں سے اللہ کے نور کو بجھانا چاہتے ہیں اور اللہ کا یہ فیصلہ ہے کہ وہ اپنے نور کو پورا پھیلا کر رہے گا۔ اگرچہ یہ بات کافروں کو کتنی ہی ناگوار کیوں نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے نور کا اہتمام کرنا ہے۔ ہم ایمان بالغیب پر یقین رکھنے والے لوگ ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ جب اس کی "کُنْ" کا حکم آ جاتا ہے تو سب زمینی حقائق زمین بوس ہو جاتے ہیں۔ اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔ اس کے نور کی دو مثالیں سورج اور چاند، کائنات میں روزانہ یہ پیغام دیتی ہیں کہ ہماری ایک کرن کو پھیلنے سے تو روک نہیں سکتے کجا کہ اللہ کے نور کو بجھا دو؟؟؟

اس لیے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق اور محبت اور عقیدت کا تقاضا ہے کہ ہم ان کی سب سے بڑی سنت کو زندہ کریں اور وہ ہے کہ ان کے لائے ہوئے دین، ان کے کلمے کا جھنڈا اور علم سربلند کریں۔ دین اور دنیا کے اس فرق کو اسی طرح مٹا دیں، جس طرح سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مٹایا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دین و دنیا میں زندگی بسر کرنے کا سلیقہ بتایا۔ انہوں نے حرا کی خلوت سے اپنی فکر کی آبیاری کی اور اتر کر قوم، حکومت اور آئین بنایا۔ یہی ہماری سیاست ہے، یہی ہمارا دین ہے کیونکہ یہ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اسلام کی دشمن قوتوں نے دین اور دنیا کو الگ الگ کرنے اور مسلمانوں کو تقسیم در تقسیم کر کے ان کی قوت کو خاک

میں ملانے کی گھناؤنی سازش تیار کی اور امت کے بالادست طبقے کی اکثریت کو اس منصوبے کو نافذ کرنے کا فریضہ سونپا مگر الحمدللہ شرق و غرب سے ایک ایسی امت نمودار ہورہی ہے جس نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو حرز جاں بنالیا ہے۔ انہیں علم ہے کہ اسلام دشمن قوتوں کو اصل خطرہ اب سیاسی اور ریڈیکل اسلام سے ہے۔ اس بات کا اشارہ علامہ اقبال اپنی مشہور نظم ابلیس کی مجلس شوریٰ میں بھی کرتے ہیں کہ جب ابلیس اپنے کارندوں کو مخاطب کر کے کہتا ہے کہ دنیا میں میرے ابلیسی نظام کو سب سے بڑا خطرہ اس سے ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور شریعت کہیں زمانے پر پھر سے آشکار نہ ہوجائے۔ کہ جو عورتوں کی محافظ اور مردوں کی غیرت و شجاعت کو زندہ کرتی ہے۔

الحذر آئین پیغمبر سے سو بار الحذر
حافظ ناموس زن، مرد آزما مرد آفرین

اس لیے ضرورت اس امر کی ہے کہ ان لوگوں کے منہ بند کیے جائیں جو اسلام دشمن قوتوں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی عداوت میں کبھی توہین رسالت کے قانون کو ختم کرنے کی بات کرتے ہیں کبھی حدود اللہ کو ختم کرنے کی سازش کرتے ہیں، کبھی نظام تعلیم سے جہاد کے اسباق کو خارج کرتے ہیں۔ کبھی اس مسلک کی نظریاتی اساس پر تیشہ چلا کر اپنے ایجنڈے کی تکمیل کے لئے ناپاک منصوبے بناتے ہیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کی امیدوار خدیجہؓ، عائشہؓ اور فاطمہؓ کی بیٹیاں ایک نئے عزم کے ساتھ اپنے اسلاف سے، اپنی روایات سے اور اپنی تہذیبی قدروں سے مضبوطی سے رشتہ جوڑے ہوئے میدان عمل میں کھڑی ہیں۔ مثل ام عمارہؓ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس کی حفاظت کے لیے ہر دم مستعد ہیں۔ ہمیں ایک ایسی نسل کی آبیاری کے لیے خاندان کے ادارے کو بنیاد فراہم کرنا ہے جو اچھے اور پر سکون معاشرے اور اقوام کی صورت گری کر سکے تاکہ دنیا میں اللہ کا دین قائم ہو سکے اور آخرت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کی امیدوار بن کر اللہ رب العالمین کی رضا سے سرفراز ہو سکیں۔

اللہ کے لیے دوستی و دشمنی

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا!

جس نے اللہ کے لیے دوستی کی اور اللہ کے لیے دشمنی کی اور اللہ کے لیے روک رکھا اس نے اپنے ایمان کو مکمل کیا۔

(صحیح بخاری)

میرے نبی ﷺ سے میرا رشتہ

سروے

اللہ تعالی نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اس دنیا میں انسانوں کی ہدایت ورہنمائی کے لئے مبعوث فرمایا۔آپ نے نہ صرف قرآن پڑھ کر سنایا، نیکی کا حکم دیا اور برائی سے روکا بلکہ لوگوں کے سامنے بہترین عملی نمونہ بھی پیش کیا۔آپ ﷺ کا کردار اور آپ ﷺ کا عمل اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ آپ ﷺ دنیا کے سب سے بہترین انسان ہیں۔نبی ﷺ کا کردار ہم جس حیثیت میں بھی دیکھیں ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔ہمارا کام ہے کہ ہم آپ ﷺ کی زندگی کے ان واقعات کو صرف پڑھ کر ہی نہ گزر جائیں بلکہ اپنے عمل کا حصہ بنائیں اور آپ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ کو سامنے رکھ کر اپنا جائزہ لیتے رہیں کہ ہم کہاں کھڑے ہیں۔اسی بات کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم نے کارکنانِ جماعت کے لئے درج ذیل سوالات ترتیب دیئے ہیں جن کے جوابات یقیناً ہمارے جذبوں کو مہمیز دیں گے۔

سوال نمبر 1: بحیثیت داعی دین آپ، پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کون سی صفات کو مدنظر رکھتے ہوئے دعوت کے میدان میں سرگرم عمل رہتی ہیں؟

سوال نمبر 2: طائف کا واقعہ ہو یا شعب ابی طالب کی گھاٹی کا، اگر آپ اس موقع پر پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوتیں تو آپ کے کیا احساسات ہوتے؟

سوال نمبر 3: نیکی کا حکم دینا آسان ہے جب کہ برائی سے روکنا مشکل، ایسے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ پر آپ کس طرح عمل کرتی ہیں؟

سوال نمبر 4: حدیث یا سیرتِ مبارکہ پڑھتے وقت آپ کے کیا دلی جذبات ہوتے ہیں؟

زبیدہ اصغر ۔ اسلام آباد شمالی پنجاب

1۔۔ میں کوشش کرتی ہوں کہ بحیثیت داعی میرے قول وفعل میں تضاد نہ ہو میرا رویہ اور طرز عمل نرمی، محبت اور ایثار والا ہو ہر ایک سے حسن اخلاق کا مظاہرہ کروں غلطی ہو جانے پر معافی مانگ لوں کسی سے فضول بحث، مباحثہ نہ کروں اپنے مخالف کی بات کو حوصلے سے سن لوں چاہے وہ ہمارے اور ہماری جماعت کے خلاف ہو۔ لوگوں کے مسائل ومشکلات کے حل میں ان کی معاونت کرتی ہوں خاص طور پر افراد کی مالی معاونت کرتی ہوں اس کے لئے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو مدنظر رکھتے ہوئے مخیر خواتین سے مدد کی اپیل بھی کرتی ہوں۔

2۔۔ اگر میں طائف یا شعب ابی طالب میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوتی تو کوشش کرتی کہ آپ ﷺ کی محبت میں ان سختیوں کو برداشت کروں مگر شاید میرا ایمان اس درجے کا نہیں ہے کیونکہ اللہ کی راہ میں کبھی ایسی مشقت کا سامنا کرنا نہیں پڑا۔

3۔۔ میں ایسے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ کے اسوہ کو مدنظر رکھتے ہوئے حکمت کے تحت کام کرنے کی کوشش کرتی ہوں لوگوں کو براہ راست ٹوکنے سے اجتناب کرتی

ہوں خود رول ماڈل بننے کی کوشش کرتی ہوں جس کے ساتھ بے تکلفی اور محبت کا تعلق ہو اسے براہ راست بھی کہہ دیتی ہوں۔
4۔۔ حدیث اور سیرت کا مطالعہ کرتے ہوئے میں اپنے آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں محسوس کرتی ہوں حدیث اور سیرت کا مطالعہ مجھے بہت پسند ہے دوسروں کو بھی اس کے مطالعے کی طرف متوجہ کرتی ہوں کہ اس سے شخصیت کی تعمیر ہوتی ہے۔

شمائلہ رفیق ۔ضلع ملتان ۔جنوبی پنجاب

1۔بحیثیت داعی دین میں دیکھتی ہوں کے اس راہ میں نبی رحمت ﷺ نے تمام تر تکالیف برداشت کیں۔لیکن دعوت دینے میں کسی حال میں کمی نہیں آنے دی،اس کے ساتھ ہی آپ صل اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھیوں پر نہایت شفیق ومہربان اور ان کے ساتھ مشاورت سے چلنے والے تھے میں بھی کوشش کرتی ہوں کے آپ ﷺ کی سیرتِ طیبہ کے انہی روشن پہلوؤں کو مدِنظر رکھوں اور پیروی کروں۔
2۔طائف کے واقعہ کے متعلق میں اکثر تنہائی میں نم آنکھوں سے سوچتی ہوں کہ کاش میں اس وقت آپ ﷺ کے ساتھ ہوتی تو میں آپ ﷺ کے سامنے کھڑی ہو جاتی کہ میرے پیارے نبی رحمت کو ایک پتھر بھی چُھو نا پاتا اور وہ سب پتھر میرے چہرے پر پڑتے۔
شعب ابی طالب میں کاش میں ہوتی اور آپ ﷺ کے ساتھ فاقے کرتی آپ ﷺ پر جان قربان کر دیتی،کسی طرح بھی باہر نکل کر آپ ﷺ کے لئے خوراک پہنچانے کی کوشش میں لگی رہتی حق کی راہ میں اپنے عظیم آخری پیغمبر کا مکمل ساتھ دیتی۔
3۔برائی سے روکنے کے معاملہ میں ہمیشہ میرے سامنے آپ ﷺ کی وہ حدیث راہنمائی کے لیئے موجود رہتی ہے جس کا مفہوم ہے کے برائی کو دیکھو تو ہاتھ سے روکو،ہاتھ سے نہیں روک سکتے تو زبان سے منع کرو اور یہ بھی نہیں کر سکتے تو دل میں برا جانو اور یہ ایمان کو سب سے کمزور درجہ ہے،میں دیکھتی ہوں کے آپ ﷺ نے برائی کا فوری سد باب کیا جہاں دعوت وتبلیغ سے روکنا مناسب تھا وہاں یہی طریقہ اپنایا اور جہاں جنگیں لڑنے کی ضرورت پڑی تو باطل کی بیخ کنی اور اللہ کے نظام کے نفاذ کے لیے جنگیں بھی لڑیں،میری یہ کوشش ہوتی ہے کے پہلے اس برائی سے خود کو بچاؤں اور پھر آپ ﷺ کے اسوہ کے مطابق چل کر جس ممکن طریقے سے اس کو روک سکتی ہوں روکوں۔
4۔میں احادیث اور سیرتِ نبوی ہمیشہ بہت یکسوئی سے اور مکمل فارغ وقت میں پڑھتی ہوں تاکہ اس دوران یہ نہ ہو کہ نظر الفاظ پر ذہن کسی اور کام کی ادائیگی کو سوچنے میں مصروف ہو،سیرت پڑھتے ہوئے ہمیشہ ساتھ اپنی ذات کا محاسبہ کرتی رہتی ہوں کے آپ ﷺ نے اس راہ میں جتنی مشکلات برداشت کیں ہیں مجھے تو ان میں سے کوئی بھی درپیش نہیں ہے اس لیے مسلسل ہمت اور جذبے کیساتھ حق کے راستے میں آگے بڑھنا چاہیے۔

شازیہ محمود ۔ لاہور

1۔ سب سے پہلے اخلاص نیت جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ تعالی پہ کامل یقین تھا۔پیارے نبی ﷺ اس راہ حق کو پہچان گئے تھے کہ اللہ کا پیغام ہی راہ حق ہے۔ساری قوم کو آگ کے شعلوں سے بچانے کی تڑپ تھی۔دوسرا صبر وشکر کی نعمت سے مالا مال تھے کہ اس راہ میں آنے والی ہر مصیبت کو سہہ کر اقامت دین کا کام کیا۔پھر اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے راضی بارضا رہے۔
2۔طائف کا واقعہ پڑھ کر دل اور آنکھیں خون کے آنسو روتی ہیں۔کہ اتنا پہاڑ جیسا حوصلہ تھا پیارے نبی ﷺ میں کہ دشمن کو بددعا بھی نہ دی اور ان کی ہدایت کی دعا کر دی۔دل ایمان سے بھر جاتا ہے پڑھ کر۔شعیب ابی طالب میں جو مصائب تھے وہ صرف نبی کریم ﷺ کا مضبوط ایمان تھا کہ جو ان کے ساتھیوں کو بھی ثابت

قدم رکھ سکا۔ اگر اس دور میں ہوتے تو اپنا ایمان بھی اسی درجے کا پاتے اور پیارے نبی ﷺ پہ اپنے ماں باپ بھی ان پہ قربان والے احساسات ہوتے۔..

4. حدیث اور سیرت کے وقت الحمد اللہ اسی دور میں پہنچنے کی کوشش ہوتی ہے کہ محسوس کر سکیں اس ایمانی کیفیت کو جو صحابہ اکرام کی پڑھتے ہیں۔

بلقیس سیف ـــ اسلام آباد شمالی پنجاب

1۔ اللہ کے نبی کی ذمہ داری وجوابدہی کا احساس، حق کو دوسروں تک پہنچانے کے لئے اپنی بہترین صلاحیتوں کا استعمال، جہد مسلسل، اور مایوس نہ ہوں۔

2۔ اللہ کے دین کے غلبے کے لئے یہ احساس کہ حق کے لئے آزمائش میں ہم شریک سفر ہیں نبی کا ساتھ کون انکار کرے گا کاش میں ساتھ ہوتی اس سے زیادہ خوش قسمتی اور کیا ہوتی۔

3۔ حکمت اور محبت کے علاوہ خود عملی نمونہ بننا اور برائی کو دفع کرنے کے لئے ان قوتوں کا ساتھ دینا جو اس کام کو کر رہے ہیں اور لوگوں کو اپنے ساتھ ملانا۔

4۔ کاش وہی زمانہ ہوتا جہد مسلسل کا دور نظام کیا بدلا دنیا ہی بدل گئی امن وسلامتی عدل وانصاف حیا اور دیانتداری دشمن بھی سچ کے معترف اور سپر پاور بن گئے۔

عرشی حسنین ـــ ضلع لودھراں جنوبی پنجاب

جواب 1۔ بحیثیت داعی آپ ﷺ کا خلوص ہمیشہ میری نظر میں رہتا ہے، آپ راتوں کو جاگ کرامت کی مغفرت کے لیے اللہ سے دعا کیا کرتے تھے اور اس کا مقصد امت کو اللہ تعالیٰ سے جوڑنا اور اللہ کی خوشنودی حاصل کرنا تھی۔ کہ کہیں آپ کا ایک امتی بھی اللہ کی رحمت سے دور نہ ہو۔ اور اس سب میں آپ کا کوئی ذاتی فائدہ شامل نہ تھا۔

جواب 2- زندگی میں ہم کئی باران مراحل سے گذرتے ہیں جب حق پر ہوتے ہوئے بھی اپنے قریبی لوگوں کی ناراضگی کا سامنا کرنا پڑتا ہے کیوں کے اس وقت ہمارے حق کو سامنے والے باطل سمجھ رہے ہوتے ہیں۔ اسی بات کو سامنے رکھتے ہوئے میں طائف اور شعیب ابی طالب کی گھاٹی کے واقعہ میں، میں آپ پر اپنا جان مال اور ساری توانائی خرچ کر کے ان کی دلجوئی کرتی، ان کے شانہ بشانہ کھڑی رہتی۔

جواب 3- آپ کی طرح باعمل مسلمان بن کر تا کہ مجھے اپنی بات دوسروں تک پہنچاتے ہوئے اعتماد اور اطمینان رہتا کہ جو میں کہہ رہی ہوں وہ کرنے کی کوشش بھی کرتی ہوں۔

جواب 4 کبھی بے تحاشہ خوشی کہ الحمد اللہ میں مسلمان ہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امتی ہوں اور کبھی بے تحاشہ دکھ کہ جس نبی نے ہمارے لئے رو رو کر اللہ سے ہدایت اور جنت کی دعا مانگی ہم اس کی سنتوں پر عمل پیرا کیوں نہیں ہیں۔

زینب جلال ـــ کراچی

1۔ تمہارے لئے رسول اکرم ﷺ کی زندگی بہترین نمونہ ہے۔ مگر اس شخص کے لئے جو اللہ اور قیامت پر یقین رکھتا ہے اور کثرت سے ذکر خدا کرتا ہے (القران کی سورہ احزاب)۔

2۔ محبت کے سفر میں ریگزار ریگزار ہوتے ہیں.

میں پتھروں کے آگے ڈھال بن جاتی
میں خونی نعلین کو اپنے اشکوں سے دھوتی

3۔ رسول پاک ﷺ نے فرمایا..... جو تم میں سے برائی دیکھے تو اسے اپنے ہاتھ سے بدل دے اور اگر وہ اس کی طاقت نہیں رکھتا ہے تو اپنی زبان سے روک دے۔ پھر اگر وہ اس کی بھی قوت نہیں رکھتا ہے تو دل سے برا جانے اور یہ ایمان کا سب سے کمزور درجہ ہے۔(مسلم،حدیث:۱۷۷)

سمیرا غزل ـــ کراچی

ا-کوشش تو ہوتی ہے کہ سیرت طیبہ کو ہر پہلو سے مدنظر رکھا جائے مگر آپ ﷺ کی حیات طیبہ کو احاطہ گماں میں لانا ہم کمزور اور بشری خامیوں سے لبریز انسانوں کے بس کی بات نہیں۔البتہ سچا اوران کے صادق امین ہونے کی خصوصیت اپنانے سے دیگر معاملات میں بھی آسانی رہتی ہے۔

2- مجھے شعب ابی طالب میں بھوک اور پیاس کی فکر لاحق ہی نہ رہتی میں اپنی خوش نصیبی پر نازاں رہتی کہ دو جہانوں کے سردار کی صف میں ہوں۔

طائف میں آپ کو تکلیف میں دیکھنا میرے لیے آسان نہ ہوتا میں چاہتی کہ میں مرہم ہوتی۔ جو ہر درد کا درماں ہو۔

3-حکمت کا راستہ اختیار کرتے ہوئے کوشش جاری رکھتے ہیں۔محبت اور نرمی کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹے۔

4- مجھے یاد ہے جب محمد عربی ﷺ تکمیل پر پہنچ رہی تھی اور میں مدینے کی گلیوں میں دف لے کر طلع البدر علینا گنگناتی تھی۔

ثمینہ شہزاد ـــ ضلع جامشورو

1۔حضور ﷺ کی صبر کی صفت نرم گوئی کی صفت

کوئی تلخ لہجہ رکھے تو ہنس کر ٹال دینے کی صفت... بحیثیت داعی جب مجھ پر ایسا وقت آتا ہے تو میں پیارے نبی صلی علیہ وسلم کا اسوہ حسنہ یاد کر کے صبر و تحمل سے کام لیتی ہوں اور ان باتوں کو درگزر کر دیتی ہوں..

2-بحیثیت ایک انسان شاید برداشت نہیں کر پاتی اور بدلہ لیتی لیکن بحیثیت حضور ﷺ کر ساتھی کے وہی کرتی جو میرے آقا ﷺ کا حکم ہوتا۔

3۔جس مشن کے لیے اللہ نے حضور ﷺ کو بھیجا اور اس کے بعد آپ ﷺ کے امتی پر فرض ہے اس مشن کو پورا کرنا تو بس اسی بات کو اپنا نصب العین سمجھ کر کام کرتی ہوں۔بحیثیت داعی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات میں سے صبر، خوش اخلاقی، تواضع، برداشت اور مسلسل اپنی دعوت دیتے رہنے کی صفات کو اپنانے کی کوشش رہتی ہے۔

-4 کاش میں دورِ پیمبر ﷺ میں اٹھایا جاتا

بخدا قدموں میں سرکار ﷺ کے پایا جاتا

طاہرہ فاروقی ـــ کراچی

1۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات کو پہنچنا تو ہمارے لئے جوئے شیر لانے سے زیادہ ناممکن ہے مگر ہم کوشش کر سکتے ہیں اور کرتے ہیں۔۔۔

سب سے بنیادی جذبہ جس سے ہمارے نبی محترم ﷺ کی پوری سیرت لبریز ہے وہ ہے مخاطب سے محبت " جو بحیثیت انسان، دوست، رشتے دار، پڑوسی وغیرہ ہو۔۔۔اسی کو بروئے کار لاتے ہوئے متوجہ ہوتی ہوں۔اور پھر دوسری صفت "رحمت اللعالمین" والی کے اس کو عذاب دنیا اور آخرت سے بچایا جا سکے۔

پھر تیسری "احساس ذمہ داری" کہ اللہ کی طرف سے اصلاح کے کام پر مامور ہوں اگر کوتاہی ہوئی تو مجھ سے مواخذہ ہوگا۔

ان بنیادی مسنون جذبات کے ساتھ حکمت عملی کے ذیل میں بھی کچھ نبوی صفات بروئے کار آتی ہیں۔

☆ اپنے مدعو کی ذہنی اور جذباتی ایج کو دیکھ کر پیغام کا انتخاب کرتی ہوں۔

☆ اس کی تعلیمی استعداد، ماحول، مزاج، مسائل اور دلچسپیوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اصلاح کے اس خاص پہلو کا انتخاب کرتی ہوں۔

☆ افزائش دعوت و تربیت کے امکانات کا جائزہ لے کر دعوت کی مقدار کا تعین کرتی ہوں۔

☆ موٹیویشن کے لئے عام فہم مثالیں اور جلد حاصل ہونے والے فوائد بھی اس کے سامنے پیش کرتی ہوں جو کہ مسنون "ٹیچنگ ٹیکنیکس" کے عین مطابق ہے۔

2۔ طائف اور شعب ابی طالب میں ساتھ ہونے کا تصور کرنے کے قابل خود کو نہیں سمجھتی وہ قدسی نفوس بہت پاکیزہ تھے جن کے غلاموں کی جوتیوں کی خاک کے برابر بھی ہم نہیں ہوسکتے جن کو یہ سعادت ملی۔۔۔ اگر ہم اس قابل ہوتے تو کیا ہم وہاں موجود نہ ہوتے؟؟؟

3۔ نیکی کا حکم دینا بھی آج کے دور میں آسان نہیں ہے کیونکہ مخاطب مسلمان بھڑک جاتے ہیں۔ کیا ہمیں اسلام کے احکامات معلوم نہیں ہیں؟"

اسی طرح برائی سے روکنا بھی۔۔ کیونکہ زیادہ تر ہمیں کام جدی پشتی مسلمانوں ہی کے درمیان کرنا ہوتا ہے ایسے میں مخاطب کی فطرت، مزاج، تعلیم، موڈ، مسائل، خواہشات، ماحول اور اسکے خصوصی حالات سب کو مدنظر رکھ کر ایسا بیانیہ اختیار کرنے کی کوشش کرتی ہوں جو فوری طور پر اس کو اپیل کر سکے۔ (یہ بھی مسنون طریقہ ہے) اس سلسلے میں ایک معمولی سا واقعہ ہے: دفتر میں ہم کچھ لیڈیز ساتھ کھانا کھاتی تھیں دو خواتین پہلے اور بعد ہاتھ نہ دھوتیں۔ ایک جو نسبتاً بہتر تھی اس سے ایک دن میں نے کہا کھانے کے بعد ہاتھ دھونے میں دیر نہ کیا کرو ورنہ مفلسی آتی ہے یہ سنتے ہی وہ تیر کی طرح اٹھی اور جا کر ہاتھ دھو کر آئی ساتھ ہی دوسری خاتون بھی، پھر میں نے ایک اور جملہ کہا کہ ہمارے پیارے نبیؐ کے فرمان کے مطابق کھانے سے پہلے ہاتھ نہ دھوئیں تو جنون اور بعد نہ دھوئے تو افلاس۔۔۔ اس کے چہرے سے لگ رہا تھا کہ وہ اندر تک ہل گئی کیونکہ میں جانتی تھی کہ وہ نعمتوں پر شکر گزار ہوتی ہے ان کا چھن جانا کبھی بھی پسند نہیں کرے گی۔ اسباق کو اس نے گرہ سے باندھ لیا دوسروں کو بھی ہمیشہ کہتی تھی اپنے بچوں کی بھی اسی حساب سے تربیت کی ہوگی اور گھر والوں کو بھی کہا ہوگا اس بات کا مجھے یقین تھا۔ اس کے بعد میری نصیحتیں سننے کے لئے اس کے اندر آمادگی پیدا ہوگئی۔ الحمداللہ

4۔ حدیث اور سیرت پڑھتے ہوئے دلی جذبات کے بارے میں کیا بتایا جائے ایسا لگتا ہے جیسے انہی گلیوں اور کچے مکانوں میں گھوم رہے ہیں جہاں اسرار الٰہی اور انوار رسول چہار سو پھیلے ہوئے ہیں فدائیان رسولؐ پر رحمت و کرم کی بارشیں ہیں ان کے قصوروں سے درگزر ہے، ان کے لیے بشارتیں ہیں، مومنوں کی آپس کی مؤدتیں ہیں، جانثاری کا شوق ہے، جنت کی طلب ہے، دوزخ کی دہشت ہے، ایثار و قربانی ہے، اعتماد و محبت ہے، ایقان اور خلوص ہے، رب سے امیدیں ہیں، رسول پہ بھروسہ ہے اور نا جانے کیا کیا کچھ جو احاطہ تحریر میں نہیں آسکتا۔۔۔ آنکھیں نمناک ہوجاتی ہیں عرق حسرت و انفعال بہہ نکلتا ہے حاضر و موجود سے اجنبیت محسوس ہونے لگتی ہے۔ دل پہ بھاری پن مگر ایک زندگی کی رمق سی دوڑنے لگتی ہے۔

فہمیدہ رمضان ۔ ضلع حیدر آباد

1- تحریک اسلامی سے وابستہ ہونے کے بعد بحیثیت داعی دین؛ دعوت کے ہر میدان میں نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی تمام صفات کو مدنظر رکھنا ضروری ہے لیکن سوال کسی ایک صفت کا ہو تو وہ ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اعلی اخلاق۔ جو تمام صفات کا مجموعہ ہے میری اپنی تحریر کی ہوئی نعت کا ایک مصرعہ اس سوال کا بہترین جواب ہے

حامی و دشمن بھی تھے اعلی اخلاق کے   سب زمانوں میں ان جیسا ثانی نہیں

2- یقیناً وہ میری زندگی کی سب سے بہترین اور بڑی خوش نصیبی ہوتی اور اس کے ساتھ زندگی کا سب سے بڑا اور نا قابل فراموش دکھ بھی ہوتا۔ خوش نصیبی اس لئے کہ

میں اپنے نبی کے ساتھ دکھ سکھ میں شریک ہوتی اور دکھ، محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنی تکلیف میں دیکھنے کا۔

3- امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا حکم ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ کے لئے ہے اس لیے میں اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ پرعمل کرتے ہوئے صبر و برداشت اور جہد مسلسل کو یقینی بنانے کی کوشش کرونگی۔ ان شاء اللہ

4- حدیث اور سیرت کا مطالعہ کرتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت ومحبت اور قرب الٰہی میں اضافہ ہوتا ہے اور شدت سے احساس تشکر ہوتا ہے اپنے مسلمان ہونے پر یہاں بھی میں اپنی نعت کا آخری مصرعہ پیش کرونگی

بنت زاہد کو ہے ناز تقدیر پر ‏ ‏ ‏ امتی ان کی ہوں وہ ہے میرے نبی

فوزیہ کامران ۔۔ کراچی

1- بحیثیت داعی دین پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بے شمار خصوصیات ہیں۔ میں اس بات کو مدنظر رکھتی ہوں کہ اپنے مخالفین سے الجھنا نہیں ہے ان کا موقف تحمل سے سنتا ہے اور پھر حکمت کے ساتھ ان کو دین کی دعوت دینی ہے سب کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آنا ہے۔

2- میں بہت کمزور ہوں لیکن اگر میں پیارے نبی ﷺ کے دور میں ہوتی تو شاید میرے اندر بھی اتنا ہی حوصلہ اللہ ڈال دیتا جتنا اس دور کے مسلمانوں میں تھا۔

3- دوسروں کو ہم جب تلقین کر سکتے ہیں جب خود ہم اس پر عمل کریں ہمارے نبی کا بھی یہی اسوہ ہے۔

4- میں بہت جذباتی ہوجاتی ہوں اور دعا کرتی ہوں اللہ مجھے عمل کی توفیق دے امین۔

اسماء دائم الدین ۔۔ سندھ

1- بحیثیت داعی الی اللہ، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تو ہر صفت کو مدنظر رکھنے کی کوشش رہتی ہے۔مگر بالخصوص رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مستقل مزاجی ہمیشہ نظر میں رہتی ہے کہ کس طرح انہوں نے تکلیفوں اور مستقل آزمائشوں کے بعد بھی ہار نہیں مانی اور اللہ کے دین کو سربلند کر کے دکھایا۔

2- طائف کے میدان میں بہ حیثیت انسان نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اس تکلیف میں دیکھ کر خون کھول جاتا ہے اور ان اوباش نوجوانوں کو نشان عبرت بنانے کا دل چاہتا ہے۔

3- نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ کو دیکھ کر امر بالمعروف سے زیادہ نہی عن المنکر پر توجہ نظر آتی ہے اور عملی زندگی میں برائی سے روکنا واقعی نیکی کی دعوت دینے سے زیادہ مشکل نظر آتا ہے۔ بحیثیت داعی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں اوصاف پر عمل کرنے کی کوشش رہتی ہے۔

4- حدیث اور سیرت نبویؐ پڑھتے ہوئے دلی طور پر خوشی اور اطمینان ہوتا ہے کہ ہم اتنے اعلی سیرت وکردار کے حامل قائد کے پیروکار ہیں اور بعض اوقات نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کو پڑھ کر محسوس ہوتا ہے کہ میں اسی وقت کے حالات میں موجود ہوں۔

امیر بی بی ۔۔ حیدرآباد

1۔ بحیثیت داعی میں پیارے نبی ﷺ کی اس صفت پر کہ ہر خاص وعام کو دعوت دی جائے۔ کسی خاص طبقہ کو ہدف نہ بنایا جائے۔ اس طرح ہر جگہ ہر فرد اور زیادہ افراد پر کام کیا جاسکتا ہے۔

2۔ میں اس سلسلے اپنے آپ کو بہت بہت کمزور پاتی ہوں اپنی ذات میں اخلاص کی بہت کمی محسوس کرتی ہوں کہ اگر میں آپ ﷺ کے دور میں ہوتی تو کیسی

ہوتی؟ کاش آپ کی جانثاروں میں ہوتی، اپنی بے عملی کی وجہ سے خوف زدہ رہتی ہوں۔اس لیے کہ اتنی سہولیات کے دور میں اتنی آسانی کے دور میں اتنی بے حسی۔ حقیقت یہ ہے کہ میں اپنے آپ کو بہت نااہل پاتی ہوں اور محسوس یہ کرتی ہوں کہ آپ ﷺ کی محبتوں کا کچھ بدلہ نہ دے سکی۔

3۔ بالکل ٹھیک ہے مگر دونوں اعمال کی اہمیت اور ضرورت اپنی جگہ مسلم ہے۔صرف نیکی کا حکم ہرگز کافی نہیں برائی سے روکنا بھی حکمت ودانائی کے ساتھ بے حد ضروری ہے اس سے مشکلات تو پیدا ہوجاتی ہیں مگر برائی سے منع کئے بغیر مطلوبہ نتائج نہیں آتے مثلاً سود حرام ہے مگر ہم اسکا حصہ بنے رہے تو اسلامی انقلاب ناممکن ہے یہی اصول ہے زندگی کا۔

4۔ جذبات تو بیان سے باہر ہیں کیا تصورات تھے آپ ﷺ کے کیا عظیم الشان منصوبے تھے ماحول کو تبدیل کرنے کا کیا خوبصورت پروگرام تھا اور ان کی تکمیل بھی کی۔مگر مجھے اپنی ذات سے شرم آتی ہے کہ نسبت تو ہم نے کائنات کی سب سے بڑی شخصیت سے جوڑی ہے مگر اعمال میں پیروی کے ارادے بہت کم ہیں وتواصوبالحق وتواصوباصبر نظر نہیں آتا۔اللہ ہماری مدد فرمائے۔اللہ پاک نبی ﷺ سے عملی نسبت قائم فرمائے اور زندگی میں آپکی صحیح پیروی کی توفیق نصیب فرمائے۔آمین

صفیہ ناصر ۔ لاہور وسطی پنجاب

1۔ میں بحیثیت داعی دین سیرت رسول پاک صلی اللہ درگزر صبر برداشت اور ملن ساری خیر خواہی کو لیکر دعوت کے میدان میں جدوجہد جاری رکھنا چاہتی ہوں مجھے معلوم ہے کہ لوگ آسانی سے حق قبول نہیں کریں گے مگر اسوہ حسنہ سہنا سیکھاتا ہے۔

2۔ آپ صلی اللہ کی زندگی کا ایک اہم پہلو بلکہ آپ کی زندگی کا بنیادی مقصد دین کی دعوت اور پیامِ حق کو پوری انسانیت تک پہنچانا تھا،آپ نے اس عمل کے لیے کتنی قربانیاں دی ہیں؟اور اس راہ میں کتنی مشقتیں اور مصیبتیں جھیلی ہیں،اس کے لیے طائف کا دعوتی سفر ہمارے لیے انمول اور قابلِ تقلید ہے۔یہ سوال سن کر اپنی قسمت پر رشک آنے لگا کاش میں دور نبوت میں نبی پاک صلی کے ساتھ ہوتی مگر اتنی بڑی آزمائش میں جب کہ کھانا بھی میسر نہیں اور چھوٹے چھوٹے آوارہ گلی کے بچوں کے ہاتھوں تذلیل سوچ کر دل بھر آتا ہے۔ایسے میں میرے پیارے نبی ﷺ کا صبر،کاش میں اپنی زندگی کا ہر سانس ہر لمحہ ہر طاقت مال اسباب اولاد سب رسول پاک ﷺ پر قربان کردینے کو میں اپنے لیے اعزاز سمجھتی۔مگر اس کیلیے ایمانی قوت بھی درکار ہے۔واقعہ طائف میں ایک بات جو سب سے زیادہ اہم اور قابلِ توجہ ہے وہ آپ کا عفو و درگزر ہے،بے انتہا تکلیف دینے والوں کو آپ نے معاف کردیا،جبکہ اللہ تعالی نے عذاب کا فرشتہ بھی بھیج دیا تھا اور آپ کی اجازت کی ضرورت تھی؛لیکن آپ نے کہا کہ:اے جبرئیل! ان کو عذاب میں مبتلا مت کرو،ہوسکتا ہے کہ ان کی اولاد میں ایسے لوگ پیدا ہوجائیں جو اللہ کے دین کو ماننے والے ہوں گے،اسی عفو ودرگزر اور صبر وتحمل کا نتیجہ تھا کہ چند ہی سالوں میں طائف کے لوگ ایمان سے مشرف ہوئے۔ہمیں بھی اس پر عمل پیرا ہونے کی ضرورت ہے۔

3۔ آج کے دور میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر دونوں ہی مشکل ہیں مگر امر بالمروف اور نہی عن المنکر بہت ضروری ہے۔اس لیے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں .نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ لوگ جب برائی کو دیکھ کر اسے بدلنے کی کوشش نہیں کریں گے اور نہ ظالم کا ہاتھ پکڑیں گے تو جلد ہی اللہ کا عذاب ان سب کو اپنی گرفت میں لے لے گا۔یعنی گمراہ شخص ان لوگوں کو بھی نقصان پہنچائے گا جب کہ وہ اس گمراہ کو دیکھ کر اسے اچھائی کی تلقین نہیں کریں گے اور برائی سے روکیں گے نہیں۔اس صورت میں بہت جلد اللہ کا عذاب ارتکاب کرنے والوں اور انجان بننے والوں سب کو آلے گا۔یعنی برائی کرنے والوں پر بھی یہ عذاب آئے گا اور ان پر بھی جنھوں نے اس سے روکا نہ کیا ہوگا۔اسوہ حسنہ کی روشنی میں دشمن کے سامنے بھی کلمہ حق بلند کرتے رہو۔ابھی تو ہم صرف اپنے دین اسلام کو مسلمانوں کے ہی سامنے پیش کررہے ہیں۔ہم نے برائی سے رکنا نہیں،چھوڑنا ہے۔چاہے ہمیں اپنی جان ہی گنوانی پڑے۔مجھے بحیثیت رکن جماعت اسوہ حسنہ کی روشنی میں

خود اس برائی سے بچ کر محبت سے معاشرے میں اصلاح کا کام کرنا ہے۔ کیونکہ محبت فاتح عالم ہے۔

4۔ حدیث اور سیرت کے مطالعے سے دل و دماغ مکہ اور مدینے کی گلیوں میں کھو جاتا ہے دل میں اپنی کمی کوتاہیوں پر ملامت ہوتی ہے ندامت ہوتی ہے جب آپ ﷺ کے مشن کو دیکھتے ہیں کہ آپ رات دن امت کی فکر کرتے رہے پیغام حق پہنچاتے رہے ہمیں اپنی دعوت حق کو مسلسل پہنچانے کے لیے کوشاں رہنا ہے۔

رفعت ملک ـــ شمالی پنجاب

1) سیرتِ نبوی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا مسلسل مطالعہ اور اللہ پاک سے استقامت کی دعا۔ صفات، نرمی و حسن خلق سے بات کرنا، حسب توقع جواب نہ ملنے پر پریشان نہ ہونا، دوبارہ سے کوشش اور اپنے دعوتی طریقہ کار پر نظر ثانی کہ شاید کہیں مجھ سے دعوت دینے میں کوتاہی ہوئی ہو۔

2) بہت مشکل سوال ہے، تو کجا من کجا والی بات ہے، ایک امتی ہونے کے ناطے اور کلمہ طیبہ کے اقرار کے ساتھ دل و جان سے سعی کرتے جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم حکم فرماتے، اگرچہ اپنی کم ہمتی کا اعتراف ہے۔

3) کہنا آسان اور کرنا مشکل والا معاملہ ہے۔ سب سے پہلے تو خود اس نیکی پر عمل کر کے نمونہ بننے کی ضرورت ہے، ورنہ اسوہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرنے کا دعوہ درست نہ ہوگا۔

4) کبھی آنسو دلی جذبات کی ترجمانی کرتے ہیں اور کبھی مطالعہ کے دوران اپنی حالت پر، کبھی معاشرے کی حالت دیکھ کر ندامت ہوتی۔ مگر پیارے ﷺ کی سیرت پاک دوبارہ سے طاقت بخش دیتی ہے، دعوت اور اپنے آپ کو سدھارنے کا جذبہ بڑھ جاتا ہے۔

کوثر پروین ـــ شمالی پنجاب

1۔ بحیثیت داعی حدیث: (جس کو نرم دلی عطا کر دی گئی اس کو بہت بڑی نعمت عطا کر دی گئی)۔ قرآنی آیت: (آپ ان کے لیے نرم دل ہیں جسکی وجہ سے یہ آپ ﷺ کے ساتھ جمع ہیں اگر آپ سخت گیر ہوتے سخت تند مزاج ہوتے تو کوئی بھی آپ کے گرد نہ جمع ہوتا اور سب چھٹ جاتے)۔ ایک اور جگہ قرآن میں ہے کہ (اگر آپ زمین کی ساری دولت بھی دے دیتے تو بھی ان کے دل میں محبت نہ ڈال پاتے)۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے کہا کہ آپ ﷺ انہیں کمر سے پکڑ پکڑ کر کھینچ رہے ہیں ہدایت کی طرف بلا رہے ہیں آپ کا لوگوں کو ہدایت کی طرف بلانا، وہ تڑپ اور وہ جذبہ اگر ہمارے اندر ہو کہ ہم کسی کو برائی کی طرف دیکھیں اپنے محلہ خاندان یا رشتہ داروں میں جو سیدھے راستے پر نہ ہو یا جو نماز نہ پڑھ رہا ہو جو احکامات کو نہ سمجھ رہا ہو تو ہمارے اندر بھی وہ تڑپ ہونی چاہئے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ ہمیں محبت بھی ہو ساتھیوں سے اور پیارے نبی کی سیرت سے جو ہمیں ملتا ہے کہ آپ اپنے سارے ساتھیوں سے اتنی محبت کرتے تھے کہ ایک صحابی کہنے لگے کہ شاید اللہ کے نبی مجھ سے سب سے زیادہ محبت کرتے ہوں اور وہ پوچھ بیٹھے تو پیارے نبی نے کہا کہ ابوبکرؓ، عمرؓ تو انہوں نے کہا کہ کاش میں یہ نہ پوچھتا اور ساری زندگی یہی سمجھتا رہتا۔ پیارے نبی ﷺ کی ساتھیوں سے اتنی محبت کہ ہر فرد یہ سمجھے کہ وہ مجھ سے سب سے زیادہ محبت کرتے ہیں۔ جب ہم ساتھیوں اور بچوں سے محبت کریں گے تو پھر وہ اپنے سارے مسائل ہمیں بتائیں گے اور پھر ہم ان کو بہت اچھی طرح حکمت کے ساتھ سمجھا سکتے ہیں۔ اللہ کے نبی ساتھیوں کی حوصلہ افزائی کرتے، قدردانی کرتے اور چھوٹے سے کام پر بھی ان کی تعریف کرتے۔ اسی طرح آپ اپنے ساتھیوں سے مشورہ بھی کرتے تھے۔ اگر گھر میں کوئی دعوت ہو اور ہم بچوں سے مشورہ کریں کہ کیا بنانا چاہئے اس طرح سے وہ ہماری مدد بھی کرتے ہیں اور انہیں بھی پتا چلتا ہر کہ جب کوئی خاص مہمان آئیں تو کیا کیا بنانا چاہئے اور کیا کرنا چاہئے۔ آپ کی سیرت کا ہر پہلو ایسا ہے کہ اگر ہم اس پر چلیں تو اپنی دعوت کو ان چار صفات کی وجہ سے اپنے لوگوں تک پہنچا سکتے ہیں اور لوگ اس میں شامل بھی ہوں

گے اور ان کا رویہ بھی ہمارے ساتھ اچھا ہوگا۔

2۔ پیارے نبی کے ساتھ جو طائف اور شعب ابی طالب والا واقعہ ہوا وہ ہم لوگ آج کے دور میں تصور بھی نہیں کر سکتے ہم جب ووٹر سازی کے لیے نکلتے ہیں تو لوگ ہاتھوں ہاتھ لیتے ہیں، بٹھاتے ہیں، خاطر تواضع کرتے ہیں اور پھر اگر وہ ہماری بات نہ سنیں تو بھی ہمیں برا لگتا ہے۔ اگر آج کے دور میں کوئی آزمائش یا مشکل آتی ہے تو تین چیزوں کی وجہ سے وہ مشکل آسان ہو جاتی ہے۔ پہلی چیز کہ اگر ہمارا اللہ کے ساتھ تعلق مضبوط ہے تو ہم بڑی سے بڑی مشکل کو حل کر سکتے ہیں جیسے پیارے نبی کے ساتھ شعب ابی طالب میں جتنے لوگ تھے اللہ نے انہیں تین سال آزمائش سے گزارا ان کا ایمان مضبوط ہو گیا۔ ہمیں بھی کوئی مشکل آئے تو ہمارا ایمان مضبوط ہو تو ہم بھی اس مشکل سے گزر جائیں گے جیسے کہ حضرت موسیٰ کا واقعہ جب وہ فرعون کے دربار میں گئے تو انہیں خوف محسوس ہو رہا تھا تو اللہ نے کہا کہ میں تمھارے ساتھ ہوں۔ دوسری چیز صحبت صالحہ اور اجتماعیت کے ساتھ رہنا ہے۔ میرے ذہن میں غار ثور میں حضرت ابوبکر صدیق کو جب اللہ کے رسول نے کہا کہ غم نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ اللہ کے ساتھ محبت کا تعلق اور صالح اجتماعیت کے ساتھ جڑنا ہماری ہر مشکل آسان کر دیتا ہے۔

3۔ برائی سے روکنا مشکل ہے لیکن سورہ حم سجدہ کی آیت جو تمھارے ساتھ برا کرے اس کے ساتھ بھلائی کرو وہ تمھارا جگری دوست بن جائے گا اس آیت کو میں نے اپنی زندگی میں آزمایا کہ وہ لوگ جو ہمارے مخالف تھے ان کی مشکل میں ان کی مدد کرنے اور حوصلہ دینے سے وہ ہمارے جگری دوست بن جاتے ہیں۔ دوسری چیز حکمت ہے کہ برائی کو حکمت اور فہم کے ساتھ دور کیا جائے۔ کہ جیسے حضرت امام حسن نے ایک صحابی کو غلط طریقے سے وضو کرتے دیکھا تو اس سے کہا کہ میں نے اپنے نانا کو ایسے وضو کرتے دیکھا ہے اور اسے وضو کر کے دکھایا اور اسے برا بھی نہیں لگا۔ اسی طرح موقع محل کے مطابق بھی عمل کرنا ضروری ہے ہماری کسی ساتھی یا کسی کو کوئی مشکل یا پریشانی ہو تو ہم اس کی مدد کریں اور اس کے لیے دعا بھی کریں جس طرح آپ ﷺ نے حضرت عمر اور ابوجہل کے لیے دعا کی تھی۔ ہمیں بھی اپنے بچوں، خاندان والوں اور دوستوں کے لیے دعا کرنی چاہیئے۔

4۔ حدیث یا سیرت پڑھتے ہوئے وضو کا اہتمام کرتی ہوں اور اس طرح محسوس کرتی ہوں جیسے میں مسجد نبوی میں آپ کی محفل میں صحابہ کرام کے ساتھ شریک ہوں اور صحابہ کرام آپ کی بات اس طرح سنتے تھے جیسے ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں اسی طرح میں بھی کوشش کرتی ہوں کہ با ادب ہو کہ بیٹھوں اور پھر اپنا جائزہ لیتی ہوں کہ میں اس حدیث یا بات پر عمل کیا ہے یا نہیں۔ زندگی کے تمام معاملات میں دل کرتا ہے کہ آپ ﷺ کی سیرت کے مطابق کام کروں۔ اللہ ہمیں عمل کی توفیق دے۔

باتیں سوچنے کی

کہتے ہیں اگر علم سمندر جتنا ہو لیکن عمل قطرے جتنا بھی نہ ہو تو وہ علم بندے کے لیے وبال جان ہے۔ آج قرآن مجید کی کتنی تفسیریں ہیں، حدیث کی شروحات اور علم و تحقیق پر کتب سے لائبریریاں بھری پڑی ہیں، ہمارے اسلاف کے زمانے میں اس کا تصور بھی محال تھا لیکن ان کے علم میں جو گہرائی اور عمل میں جو اخلاص تھا اس سے ہم محروم ہیں، وجہ صاف ظاہر ہے کہ وہ عمل کے شہسوار تھے اور ہم گفتار کے غازی۔۔۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بحیثیت بہترین ساتھی

محترمہ قانتہ رابعہ

اللہ نے قرآن مجید میں انسان کو اشرف المخلوقات قرار دیا ہے اس نے تمام مخلوقات میں سے انسان کو اپنا خلیفہ (سیکریٹری) بنایا۔ مقرب ہمہ وقت فرشتے لیکن صفات کا پرتو انسان میں ڈال دیا۔ اللہ کی بہترین رضا کا مقام جنت ہے احادیث میں ہے کہ جنت وہ جگہ جس کو کسی آنکھ نے دیکھا نہ سنا یعنی انسان کی بصارت اور سماعت سے بھی ماوراء!

اور یہ جنت جو انسان کے وہم وگمان سے بالا ہے صرف اور صرف انسان کے لیے بطور انعام بنائی گئی۔ اسے اس عارضی قیام میں کچھ چیزوں کا پابند کر دیا گیا اس نے اپنی رحمت سے حرام چیزوں کی گنتی محدود رکھی جبکہ حلال کی کوئی حد نہیں اب اگر انسان عقل فہم رکھتے ہوئے بھی ان چند فرائض کو انجام نہ دے سکے اطاعت قبول کرنے سے انکاری ہو تو بطور سزا جہنم بھی اس کی تخلیق ہے۔

انسان ہمیشہ سے راہنمائی کا محتاج ہے۔ جیسے بچہ انگلی پکڑ کر چلنا سیکھتا ہے۔ انسان کی فطرت بھی اپنے سے برتر کی راہنمائی مانگتی ہے۔ اللہ رب العزت نے اپنے فضل سے ہم میں سے ہی ایک بشر کو ہمارے لیے رول ماڈل بنایا۔ اسے اسوہ حسنہ قرار دیا اس کی آمد کو اللہ نے فضل۔ کے ساتھ احسان قرار دیا ہے۔ اس کی ایک ایک ادا کو ہمارے لیے باعث برکت اور باعث نجات بنایا۔ اس کو مکمل طور پر نمونہ قرار دینے کا مطلب یہ ہے کہ وہ ہی بس کامل ہیں اور کاملیت میں ان کی ذات اور صفات دونوں شامل ہیں۔ ان کا زندگی کے ہر شعبہ میں کردار مکمل اور مثالی ہے بحیثیت طبیب مریض، معلم، شاگرد، قانون دان یا حکمران ہر شعبہ میں ان کو ہی سامنے رکھنا چاہیے۔ دوسرا زندگی کی ڈور میں بندھے ہر رشتہ میں وہ مثال ہیں بحیثیت باپ، شوہر سسر، داماد ہر لحاظ سے وہی قابل تقلید ہیں۔ ہمارے ہاں ایک عام مقولہ ہے کہ کاروبار اور رشتے داری میں شراکت سے پہلے والے تعلقات بھی ختم ہو جاتے ہیں، بشری ناطے سے کمی کوتاہی ان تعلقات میں دراڑ ڈلنے کا باعث بنتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ اس کے بالکل برعکس ہے۔ حیران کن بات یہ ہے کہ جو شخص ان کے جتنا قریب جاتا ہے اتنا ہی ان کا گرویدہ بن جاتا ہے۔ دور تھے تو دشمن تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حلقہ میں داخل ہوتے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرب بن جاتے ہیں۔ کیا ایسے ہو سکتا ہے کہ حلقہ بگوش اسلام ہوتے ہی آپ کا متعصب دشمن آپ پر جان مال تک نچھاور کرنے ہر تیار ہو جائے؟ اور یہ بھی کہ ہمارے معاشرے میں بطور خاص سسر اور داماد دونوں رشتے بہت نازک سمجھے جاتے ہیں۔ عربوں میں بیٹی کو زندہ درگور کرنے کی ایک وجہ دامادی کا رشتہ بننا بھی تھا دونوں طرف ہی ''ہم کسی سے کم نہیں'' کا رویہ رشتوں کو کمزور بنا دیتا ہے۔ اس لیے بیک وقت سو سو طلاقوں کا بھی رواج تھا۔ لیکن قربان جایئے اس ہستی کے اگر اپنے دوست کے داماد بنتے ہیں تو کیسے نبھاتے ہیں کہ انہیں اپنا یار غار قرار دیتے ہیں ہزار مواقع آئے

آزمائے جانے کے کس کس انداز سے دونوں طرف سے دوستی کے عظیم رشتے کو مضبوط کیا جاتا ہے۔ اگر عمر فاروق کے داماد بنتے ہیں تو ان کی ساری جلالی کیفیت، رعب دبدبہ دوستی کے راستے میں آڑے نہیں آتا بلکہ عمر فاروق کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت میں دن بدن اضافہ ہی ہوتا ہے۔ تاریخ گواہ ہے وہ بیٹی کی بجائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت میں ببانگ دہل فیصلہ فرماتے ہیں۔ یہی حال بحیثیت سسر کے جب عثمان غنی اور علی مرتضی سے واسطہ پڑا تو ان کی رشتے کی نزاکت انہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں مزید محترم بنادیتی ہے۔

اس کا مطلب ہے کہ اللہ رب العزت نے جسمانی اور خونی رشتوں کی طرح دوستی کا الگ سے رشتہ رکھا ہے اس کی واضح مثال سیدنا ابراہیم علیہ السلام ہیں جنہیں اللہ رب العزت اپنا دوست قرار دیتے ہیں اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے لیے سیدنا ابوبکر صدیق کو اپنا دوست قرار دیا۔

مستدرک حاکم میں ہے

ان اللہ یتجلی للناس عامہ وللابی بکر خاصہ

جنت میں اللہ تعالیٰ سب جنتیوں کو دیدار عام اور ابوبکر صدیق کو دیدار خاص کروائیں گے۔

آپ سیرت ﷺ کے مطالعہ میں یہ جان کر حیران ہوں گے کہ سخت سے سخت آزمائش بھی آپ کے جانثاروں کے آپ کے حق میں مزید گرویدہ کرتی ہے۔

اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ رشتے ناطے تو اللہ کی طرف سے عطا ہوتے ہیں اس لئے جس مزاج کے بھی ہوں آپ صلہ رحمی کے لیے ان سے حسن سلوک کے پابند ہیں۔

لیکن دوستی کے لیے ایسی کوئی پابندی نہیں وہ آپ کی اپنی چوائس ہے آپ جب چاہیں دوست کو الوداع کہہ سکتے ہیں۔ آپ اس سے قطع تعلق کر سکتے ہیں لیکن سیرت میں ہمیں کوئی معمولی سا اشارہ بھی نہیں ملے گا کہ آپ کے حلقہ میں شامل ہونے والا آپ سے دور ہوا ہو۔ جیسے ایک بیوی کے مطالبے پورے کرنا اس کی دلجوئی کرنا قدرے آسان ہے بہ نسبت ایک سے زائد بیویوں والوں کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک وقت میں سات آٹھ ازواجات مطہرات موجود تھیں۔ ہر ایک کا میکہ کا حسب نسب دوسری سے قطعی فرق تھا کوئی قریبی رشتہ دار تھا، کوئی عمر میں بڑی تھیں، کوئی شہزادیوں کی سی آن بان رکھتی تھیں، تو کوئی واقعی سونے کا چمچ منہ میں لے کر پیدا ہوئیں لیکن حیرت ہے سب اپنی ازدواجی زندگی سے مطمئن تھیں!

عورت کی فطرت میں ہے کہ وہ کپڑے لتے اور زیور گہنے سے راضی رہتی ہے ایسا بھی کوئی واقعہ تاریخ میں نہیں کہ آپ ازواج مطہرات کو شاپنگ کے لیے لے جاتے ہوں۔ ان کی کھانے پینے کی لذتوں کو پورا کرنے کے لیے ہلکان ہو رہے ہوں، پھر سب کی سب فاقوں کی زندگی میں عسرت کے شب و روز کیسے گزارنے کے لیے تیار تھیں۔ علیحدگی کی اجازت کے باوجود کیوں علیحدگی پر آمادہ نہ تھیں۔ اس کی وجہ یہی نظر آتی ہے کہ آپ سب کی دلجوئی اپنے فرائض کی ادائیگی کے ذریعے کرتے تھے۔ جب بن مانگے کسی بھی طبقہ کو پورے حقوق مل رہے ہوں تو وہ اس دنیا کی ہر تنگی کو بخوشی قبول کر لیا کرتا ہے بالکل ایسے ہی دوستی کے ابتدائی لوازمات میں اعتماد اور خیر خواہی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنے سب ساتھیوں کے لیے خیر ہی خیر تھی اور اللہ رب العزت نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خیر کثیر سے نوازا تھا۔ جب آپ کے پاس اپنے پیاروں کے لیے خیر ہو تو پھر وہ مقناطیسی کشش رکھتا ہے۔ آپ کے پاس امت کے لیے خیر تھی سب اپنے پرائے اس خیر سے مستفیض ہوتے تھے۔ اسی لیے سیدہ عائشہ صدیقہ پر واقعہ افک کا سانحہ پیش آیا۔ سیدنا ابوبکر صدیق باپ ہونے کے ناطے بیٹی کی محبت میں بہت کچھ کر اور کروا سکتے تھے لیکن ان کو یقین تھا کہ میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بس خیر ہے تو اللہ نے فیصلہ ان کے حق میں فرما دیا۔

جب بندے کے پاس دوسروں کے لیے خیر ہو اور اس کا کامل یقین بھی ہو تو بندہ ہر چیز سے بے نیاز ہو جاتا ہے مال سے دولت سے اسے یہ یقین ہوتا ہے کہ مال دولت عہدے سب کمتر چیزیں ہیں بہ نسبت اس صحبت کے جو اپنے مخلص اور خیر خواہ سے حاصل ہو۔

کیوں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بار بار آپ ﷺ کی صحبت میں آتے تھے۔ انہیں دیکھنے کو بے تاب رہتے تھے اپنی ہر چیز پر ان ہر قربان کرنے کو تیار

رہتے تھے کیوں اپنی گفتگو کا آغاز فداہ امی وابی سے کرتے تھے۔ کیونکہ ان کو معلوم تھا ایسا سچا مخلص خیر خواہ جو دنیا میں ہی نہیں آخرت میں بھی پل صراط کے دائیں جانب سلمنی سلمنی (سلامتی کے ساتھ) کہہ رہا ہوگا۔ دنیا میں بھی راتوں میں جاگ جاگ کر امت کی خیر خواہی کا طلبگار رہتا ہو، جسے طائف میں اذیت کی انتہاء پر بھی ان کی خیر مطلوب ہو، وہ انہیں کسی عہدے سے یا دولت سے نہیں حاصل ہو سکتی۔ اس کے لیے شیخ سعدی کا ایک قطعہ یاد آرہا ہے جس کا ترجمہ ہے!

ایک خوشبودار مٹی مجھے میرے دوست نے حمام میں دی میں نے پوچھا کہ تو مشک ہے یا عنبر کہ تیری دلآویز خوشبو نے مجھے مست کر دیا ہے وہ بولی میں تو حقیر مٹی تھی لیکن کچھ مدت پھولوں کی صحبت میں رہنے سے اس کی خوبی نے میرے اندر اثر کیا اور میں خوشبودار ہو گئی ورنہ میں وہی ناچیز مٹی ہوں،،

عرب کے وہ بدو اور لڑنے مرنے والی قوم جب آپ ﷺ کی صحبت میں آئی تو آپ ﷺ کے وجود کی خیر سے قیامت تک کیلیے نیکوکاروں میں محفوظ ہو گئی۔

آج اسی خیر کی ہمارے اندر کمی ہے سب سے بڑی خیر خواہی اللہ کی مخلوق کو جہنم کی اگ سے بچانا ہے۔ انہیں اللہ سے جوڑنا ہے اسی خیر کی ہمیں ضرورت ہے اسی لیے بے شمار احادیث مروی ہیں جن میں یہی مفہوم ملتا ہے کہ (خدا کی قسم وہ مومن ہو ہی نہیں سکتا جو دوسروں کے لیے بھی وہی چاہے جو اپنے لیے چاہتا ہے)

(تم میں سب سے اچھا وہ ہے جس کی زبان ہاتھوں کی اذیت سے دوسرے محفوظ رہیں)

یعنی امت مسلمہ کے جسد واحد بننے کی وجہ بھی ایک دوسرے کا خیر خواہ ہونا ہے۔ اس چیز کو اقبال نے، تا بہ خاک کاشغر، اور ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لئے وغیرہ میں بیان کیا ہے۔

اللہ رب العزت ہم سب کو آپس میں ایک دوسرے کا دل سے خیر خواہ بنائے اور ہماری اپنے حق میں خیر خواہی اس سرزمین پر صالح قیادت کے لیے تگ و دو اور رضائے الہی کے لیے ہمہ وقت کاربند رہنا ہے۔

اے نبی ﷺ

(مدیحہ صدیقی)

یہ جان بھی اور مال و اولاد بھی حاضر
اے پیارے نبی میرے نبی آپ کی خاطر
رحمت تھے وہ رحمت تھے سراسر تھے وہ رحمت
دنیا میں فقط دکھ تھا تو دکھ تھا مری امت
شاہوں سے بھی بڑھکر مرے سادہ سے نبی تھے
وہ در تھا عطائیں تھیں کچھ ایسے وہ غنی تھے
نقش کف پاء نبی کی ہے یہ خوشبو
صدیوں کی مسافت سے ہے پھیلی ہوئی خوشبو
الفاظ میں اشعار میں توصیف بیان ہو
ممکن نہیں الفاظ میں وسعت وہ کہاں ہو

نبی ﷺ بحیثیت قائد و رہنما

محب اللہ قاسمی

آج چاروں طرف قیادت وسیادت کا شور ہے۔ ہر شخص خود کو قائد مانتا ہے اور دوسرے لوگوں سے بھی اپنے آپ کو قائد منوانے کی کوشش میں رہتا ہے۔ حالاں کہ یہ معاملہ خلوص وللّٰہیت کا ہے، جو قوم کی ہمدردی اور اس کی فلاح وبہبود کے لیے کام کر کے اس کے دل میں جگہ بنا سکے وہی دراصل قائد بھی ہے اور رہنما بھی۔ اسلامی تعلیمات کی رو سے حق گو اور انصاف پسند قائد کی بڑی اہمیت اور فضیلت ہے۔ اس کے برعکس نام ونمود کے خواہاں اور مفاد پرست قائد ورہنما کا انجام دنیا میں ذلت اور آخرت میں عذاب جہنم ہے۔

اگر مرد مومن قیادت کی بات کرے گا تو ظاہر ہے کہ اس کے پیش نظر اسلامی قیادت کا ہی تصور ہوگا اور جب بات اسلامی قیادت کی ہوگی جس کی طرف آیات واحادیث اشارہ کرتی ہیں تو اس زمرے میں تمام قائد وپیشوا آئیں گے۔ ایسی صورت میں ہمیں نبی کریم ﷺ کی سیرت سے استفادہ کرنا چاہیے۔ نبی کریم ﷺ کی سیرت طیبہ بے شمار پہلوؤں کی حامل ہے۔ آپ ﷺ کے اندر جو بھی صفات تھیں وہ کمال درجہ کی تھیں۔ ان اوصاف کاملہ کے سبب آپ پوری انسانیت کے لیے نمونہ ہیں۔

'لقدکان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ' اس لیے اگر کوئی شخص ایک اچھا معلم بننا چاہتا ہے تو اسے آپ ﷺ کو اپنا آئیڈیل بنانا ہوگا۔ ایک شخص خود اچھا والد، اچھا شوہر، اچھا داعی یا پھر اپنی قوم کا ہمدرد، مفکر ومدبر قائد اور رہنما بننا چاہتا ہے تو اسے چاہیے کہ وہ آپ ﷺ کی پیروی کرے۔ اس موضوع پر غور کرتے ہوئے ہمیں کچھ بنیادی چیزوں کو سمجھنا ہوگا۔ سب سے پہلے ہم اس بات پر غور کریں کہ قیادت کے معنی ومفہوم کیا ہیں؟ قیادت کے معنی ہیں کہ اسلام جس اجتماعیت کا خواہاں ہے اس کو برقرار رکھتے ہوئے اعلیٰ مقصد کے حصول کی کوشش کی جائے۔ قرآن کریم میں ارشاد الٰہی ہے:

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓی اَھْلِھَا وَاِذَا حَکَمْتُمْ بَیْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْکُمُوْا بِالْعَدْلِ اِنَّ اللّٰہَ نِعِمَّا یَعِظُکُمْ بِہٖ

اِنَّ اللّٰہَ کَانَ سَمِیْعًا بَصِیْرًا ○ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ (النساء:۵۸، ۵۹)

اسی طرح اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

1۔ اذا کان ثلاثۃ فی سفر فلیؤمر احدہم 2۔ کلکم راع وکلکم مسؤل عن رعیتہ

مطلب یہ کہ جس طرح وقتی طور پر سفر کے دوران منزل مقصود تک پہنچنے کے لیے ایک امیر کارواں کا منتخب کرنا ضروری ہے اسی طرح اجتماعی زندگی کے قافلے کو اعلیٰ مقاصد کے حصول کے لیے ایک قائد ورہنما کی ضرورت ہوتی ہے۔ تاکہ وہ کامیابی سے ہم کنار ہو سکے۔ معلوم ہوا کہ قائد کی بڑی اہمیت ہے۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے جس کا مفہوم ہے کہ 'امیر کی اطاعت کرو اگرچہ وہ کالا حبشی ہی کیوں نہ ہو'

قائد کے اوصاف:

جس طرح سونا اپنی خوبیوں کی وجہ سے کھرا قرار پاتا ہے، اسی طرح قائد اپنے اوصاف کی وجہ سے ایک کامیاب قائد ورہنما تسلیم کیا جاتا ہے۔ قائد و رہنما کے لیے ضروری ہے کہ اس کا ایمان مضبوط ہو، وہ حسنِ اخلاق سے متصف ہو، حق گو اور انصاف پسند ہو، دور رس، امانت دار ہو، قوم کا ہمدرد و غم گسار ہو اور دین کی حفاظت، دنیا کا نظم، مظلوموں کو انصاف دلانا اور ظالموں کو ظلم سے روکنا جیسے واجبات کا پابند ہو۔ تاکہ سلطنت کی ترقی ہو، لوگوں کو امن واطمینان حاصل ہو اور فساد کا خاتمہ ہو۔ علامہ اقبال نے ان اوصاف کو اس شعر میں یکجا کرنے کی کوشش کی ہے:

نگاہ بلند، سخن دلنواز، جاں پرسوز   یہی ہے رختِ سفر میر کارواں کے لیے

حضور پرنور سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی بہ حیثیت قائد آپ کی امارت وحکومت، سیادت وقیادت، دلیری وشجاعت اور کمال علم وعمل کی مکمل تصویر تھی۔ اسی طرح وہ جہد ومشقت، صبر وقناعت اور زہد وعبادت کا بھی اعلیٰ نمونہ تھی۔ آپ ﷺ نے اپنی قائدانہ بصیرت سے اختلاف وانتشار، قتل وغارت گری، بدکاری وبداخلاقی سے معمور فضا کو پاک کیا۔ امن واطمینان، اخوت اور بھائی چارہ اور انسانیت کا درس دے کر انسانیت کو ایمان وحقائق کی روشنی سے منور کیا۔ آپ ﷺ نے انسان کو اس کی حیثیت بتائی کہ اس کا سر، جن دیوی دیوتاؤں کے سامنے سجدہ ریز ہے ان سے ہزار گنا بہتر خود اس کی ذات ہے، جسے رب العالمین نے پیدا کیا ہے۔ لہٰذا عبادت خالق کائنات ہی کی ہونی چاہیے، نہ کہ کسی غیر کی یا خود تراشیدہ بتوں کی۔ آپ ﷺ نے اپنی قوم کے اندر پھیلے ہوئے غرور وتکبر اور حسب ونسب پر فخر کو ختم کیا۔ آپ ﷺ نے ان کے سامنے وضاحت فرمائی کہ 'تمام انسان آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے پیدا کیے گئے۔ اے لوگو! بلاشبہ تمھارا رب ایک ہے اور تمھارا باپ بھی ایک ہے، جان لو کہ کسی کو کسی پر کوئی فضیلت اور برتری حاصل نہیں ہے۔ سوائے تقویٰ کے۔' بہ حیثیت قائد ورہنما آپ ﷺ کی پوری زندگی ظلم وناانصافی کے خلاف برسرِپیکار رہی۔ آپ ﷺ مظلوم، بے کس اور لاچار کی حمایت کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے لوگوں کو ظلم سے روک کر اور مظلوموں کو انصاف دلاکر ظالم اور مظلوم دونوں کی مدد کی۔ اس طرح آپ ﷺ نے ظلم وفساد کا سدباب کرکے انسانوں کو جینے کا سلیقہ عطا کیا۔

کسی قائد کی سب سے بڑی خوبی یہ ہوتی ہے کہ مفتوحہ ممالک سے انتقام کے بجائے اسے سدھرنے اور سنبھلنے کا موقع دے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے فتح مکہ کے وقت انتقاماً قتل عام نہیں کروایا، بلکہ 'لا تثریب علیکم الیوم۔ اذھبوا وانتم الطلقاء' کی بشارت دی اور عفو ودرگزر کا اعلان عام کرکے ایسا کارنامہ انجام دیا جسے تاریخ انسانی کبھی فراموش نہیں کرسکتی۔ زمانہ جاہلیت کے رسم کے مطابق زندہ درگور کی جانے والی بچیوں کو زندہ رہنے کا قدرتی حق دلوایا اور اس کی پرورش وپرداخت کو لائق تحسین قرار دیا اور ایسا کرنے والے کو جنت کا حقدار ٹھہرایا۔

میدان جنگ میں آپ ﷺ نے ہمیشہ بہادری اور دلیری کا مظاہرہ کیا۔ آپ کا بارعب چہرہ مبارک کبھی دشمنوں سے مرعوب نہیں ہوا۔ ایک موقعے پر آپ ﷺ نے فرمایا: 'انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب' میں نبی ہوں، اس میں ذرا بھی جھوٹ نہیں، میں عبدالمطلب کا بیٹا (پوتا) ہوں' یہ درس تھا استقامت وبہادری کا، جو قائد کا بہترین وصف مانا جاتا ہے۔

مشاورت ایک کامیاب قائد کا وصف خاص ہے۔ آپ نے اس کے تصور کو عام کیا۔ چنانچہ جب بھی کبھی کوئی اہم معاملہ درپیش ہوتا فوراً آپ ذی صلاحیت اور تجربہ کار صحابہ کرامؓ کو اکٹھا کرتے اور ان کے مشورے سے اس کا حل نکالتے۔ جب کہ آپ نبی اور رسول کی حیثیت سے بذات خود اقدام کرسکتے تھے۔ مگر آپ ﷺ نے اجتماعیت میں مشاورت کی اہمیت کو باقی رکھنے کے لیے یہ طریقہ عام کیا۔

آپ ﷺ کی قائدانہ زندگی انسانیت کی تعمیر کے لیے وقف تھی۔ نفاذ قانون میں آپ ﷺ نے یکسانی برتی۔ دنیا میں کوئی ایسا نمونہ نظر نہیں آتا، جس نے مساوات اور برابری کو اس خوبی سے نافذ کیا ہو۔ دنیا کے ہر سماج میں کچھ لوگ قانون سے بالاتر ہوکر جو جی میں آئے کرلیتے ہیں۔ یہ روش انصاف کے سراسر خلاف اور

سبب فساد ہے۔ آپ ﷺ نے اسلام کا ایسا قانون نافذ کیا جس میں عرب وعجم، امیر وغریب، بڑے چھوٹے، گورے کالے سب قانون کے سامنے برابر اور یکساں دکھائی دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ نے ایک مجرمہ کے سلسلے میں حضرت اسامہ بن زیدؓ کی سفارش پر ارشاد فرمایا تھا کہ 'بخدا اس کی جگہ فاطمہ بنت محمد بھی چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا'۔ بہ حیثیت قائد آپ ﷺ نے یہ تصور بھی عام کیا کہ رعیت کو حق ہے کہ وہ قائد کے ہر اس کام پر باز پرس کرے جو غیر ضروری ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: 'بہترین اسلام بیکار و غیر مناسب کام ترک کرنا ہے'۔ اسی طرح اگر کسی مزدور نے اپنا کام مکمل کیا ہے تو فوراً اس کا حق دیا جائے۔ آپ نے فرمان جاری کیا 'مزدور کو اس کا پسینہ خشک ہونے سے قبل ہی اس کی مزدوری دے دی جائے۔ رعیت کے ساتھ حسن ظن اور حسن معاملہ سے پیش آیا جائے، اور غیر اخلاقی رویہ اختیار نہ کیا جائے۔ نبی ﷺ کا فرمان ہے: 'جو شخص چھوٹوں پہ شفقت اور بڑوں کا ادب واحترام نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے'۔ ساتھ ہی کوئی قائد جب کسی کو کسی معاملے کا والی بنائے تو قرابت یا آپس کی محبت کی بنیاد پر نہیں بلکہ اس کی اہلیت کی بنیاد پر۔ آپ نے اپنے چچا عباس کو کسی معاملے کا والی بنایا تو فرمایا کہ 'اے میرے چچا! میں اس معاملے میں کسی دوسرے کو مناسب نہیں سمجھتا کہ اسے ولی بناؤں'۔ اسی بنا پر عمرؓ نے فرمایا: 'جس نے قرابت یا آپس کی محبت کی بنیاد پر کسی کو ولی یا امیر بنایا اس نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ خیانت کی'۔

قائد کی ایک خوبی یہ ہے کہ وہ ان تمام چھوٹی چھوٹی باتوں پر نظر رکھے جن کے سنگین نتائج سامنے آسکتے ہیں۔ چنانچہ آپؐ نے بازار کا معائنہ کیا اور ناپ تول میں کمی کو ناپسند کیا۔ آپ ﷺ نے اشیائے فروخت کی خوبی وخامی واضح کرنے کا حکم صادر کیا۔ عام طور پر ہونے والے فساد زبان سے سرزد ہوتے ہیں، اس لیے آپ نے گفتگو کے آداب سکھلائے اور حق گوئی کو ایمان کا وصف قرار دیا۔ جب کہ جھوٹ، غیبت، چغلی اور ٹوہ میں لگے رہنے کو شیطانی عمل قرار دیا۔ صبر وتحمل اور قناعت کو اپنایا اور فرمایا کہ 'صبر مشکلات کو ختم کر دیتا ہے اور صبر کرنے والوں کے ساتھ اللہ ہوتا ہے'۔ یہ پاک ارشاد عام لوگوں کو دنیا میں مشکلات سے لڑنے کا حوصلہ دیتا ہے۔

قائد کے لیے ضروری ہے کہ وہ افراد سازی کا فریضہ انجام دے۔ تاکہ قوم کی مختلف ضرورتوں کے لیے مختلف ذی استعداد اور باصلاحیت افراد تیار ہوں، جو آنے والے دنوں میں قیادت کے فرائض انجام دے سکیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: 'انسان سونے چاندی کی کان کے مانند ہیں'۔ علم وصلاحیت ایک نعمت ہے لہٰذا اس کا صحیح استعمال ضروری ہے، جس کے بارے میں قیامت کے دن صاحب علم وبصیرت افراد سے باز پرس ہوگی۔

آپ ﷺ ہمیشہ اپنی امت کے لیے فکر مند رہتے تھے اور اپنی ضرورتوں پر ان کی ضرورتوں کو ترجیح دیتے تھے۔ حتی کہ آپ ﷺ نے بعض مواقع پر بھوک کی شدت سے پیٹ پر پتھر باندھا جسے دیکھ کر صحابہ کرام اشکبار ہو جاتے تھے۔ پر عزم، باہمت قائد کبھی مشکل حالات سے نہیں گھبراتے۔ چنانچہ آپ ﷺ کو طائف میں نادانوں نے لہولہان کیا اور قوم کے لوگوں نے آپ کا بائیکاٹ کرتے ہوئے شعب ابی طالب میں آپ کو اور آپ کے خاندان کو نظر بند کر دیا، مگر آپ اپنے موقف پر جمے رہے اور آپ کے پایہ استقلال میں جنبش تک نہیں آئی۔ یہ ایک قائد کی تڑپ تھی کہ آپ ہمیشہ اپنی امت کی فلاح ونجات کے لیے دست بہ دعا رہتے تھے اور بارگاہ الٰہی میں 'امتی امتی' کی صدا لگاتے تھے۔

آپ ﷺ نے یہ بھی احساس عام کیا کہ ہر شخص کسی نہ کسی حیثیت سے قائد ورہنما ہے۔ اسے اپنے ماتحتوں کا خیال رکھنا چاہیے۔ روز قیامت جب کوئی کسی کا نہ ہوگا اس سے ان کے بارے میں باز پرس کی جائے گی۔ آپ ﷺ نے اپنے آخری حج میں صحابہؓ کو مخاطب کرکے ارشاد فرمایا: 'کیا میں نے تم لوگوں تک خدا کا پیغام (دستور حیات) پورا پورا پہنچا یا دیا ہے'؟ صحابہ نے جواب دیا: ہاں۔

یہ سیرت طیبہ کی محض ایک جھلک ہے۔ طوالت کے خوف سے تفصیل سے گریز کیا گیا۔ سیرت النبی میں آپ کے عملی کردار کے بے شمار واقعے ایسے ہیں، جن میں کامیاب قائد اپنے اوصاف، اپنے کردار اور فرائض تلاش کر سکتا ہے۔ اگر قائدین امت اور رہنمایانِ ملت نے ان اوصاف کا پاس ولحاظ رکھتے ہوئے قوم وملت کی باگ ڈور سنبھالی تو پھر خدا کی مدد ونصرت شامل حال ہوگی اور انھیں ان کے اہداف اور نصب العین کے حصول سے کوئی روک نہیں سکتا۔

ششماہی کارکردگی کا جائزہ

حلقہ خواتین جماعت اسلامی پاکستان

ششماہی کارکردگی رپورٹ

عنوان	ششماہی اضافہ	موجودہ تعداد
ارکان	249	4423
امیدواران	515	4423
کارکنان	1705	30045
دعوتی یونٹ (بلاک کوڈ)	480+12677	13157
نئی دعوت	823290	
ترجمہ قرآن	7000	
عالمی ترجمان القرآن	647	

رپورٹ رمضان المبارک

سرگرمیاں	تعداد	تعداد شرکاء
استقبال رمضان	5970	194111
دورۂ القرآن	4280	97293
نوجوانوں کے شارٹ کورسز	1832	13645
نوجوانوں کے دورۂ القرآن	381	19288
دورہ قرآن واٹس ایپ گروپ تعداد	8253	284955
افطار پارٹی	906	5140
شب بیداریاں	557	5471

سرگرمیاں	تعداد	تعدادشرکاء
تکمیل قرآن دعا کے پروگرام	4194	129317
عیدملن کے پروگرام	305	11870
فریضہ دعوت دین کی کلاسز	95	1240
تحریکی گھرانوں میں پروگرام	4268	-
تعداد اجتماعات	6367	-

تقسیم لٹریچر

کتب+کارڈ	129317
جماعت اسلامی کا تعارف	11870
مختصر حواشی قرآن	1240
تفہیم القرآن	-
کتابچہ	-

ترازو مہم

جھنڈے	2267
فلیکس	4020
بینرز	500
اسٹیکرز	14000
گاڑی پر لگائے گئے اسٹیکر	30000
پوسٹرز	580
تعارفِ جماعت	5000

استحکام خاندان مہم

نئی دعوت کا حصول	50,391
پروگرام	3215
شرکاء	81,546
ملاقاتیں	28,001
یوتھ کے پرگرام	490
شرکاء	14,717
موثر افراد سے ملاقاتیں	2,467
اداروں میں پروگرام	96
شرکاء	9970
اطفال کے پروگرام	1240
لٹریچر	11,500
ہینڈ بلز	1,02,983

بیٹیاں رحمت

حضور پاک ﷺ نے فرمایا!

جو شخص بھی لڑکیوں کی پیدائش کے ذریعے آزمایا جائے اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کر کے آزمائش میں کامیاب ہو تو یہ لڑکیاں اس کے لیے قیامت کے روز جہنم کی آگ سے ڈھال بن جائیں گی۔

(مشکوۃ)

آنے والا وقت اور احادیث کی پیش گوئیاں

ڈاکٹر میمونہ حمزہ

اللہ تعالی نے زمین پر آدم کو خلیفہ بنایا تا کہ وہ اس زمین کی تعمیر کرے اور اس کی اصلاح کرے۔ اس کو ترقی دے اور اس میں جو خزانے اسے ودیعت کئے ہیں ان سے استفادہ کرے اور اس کے اندر جو طبعی قوتیں رکھی ہیں ان کو کام میں لائے، اور اس ترقی کو اپنی انتہا تک پہنچائے جہاں تک اللہ چاہے۔ اس خلافت فی الارض کے لیے اللہ تعالی نے انسان کو ایک منہاج بھی دے دیا ہے جس کے مطابق اسے کام کرنا ہے؛ اور یہ منہاج النبی ﷺ اپنی آخری رسالت میں اللہ تعالی نے مکمل کر دیا ہے۔ اور اس کے قوانین وضوابط مقرر کر دیے ہیں، جسکی ضمانت ان قوانین میں موجود ہے، کہ ان کو نافذ کرنے سے انسان کی دنیا بھی کامیاب ہوگی اور آخرت بھی۔

اس دنیا میں منصبِ خلافت کے حاملین ہمیشہ ترقی کی راہ پر گامزن نہیں رہے بلکہ کبھی مادی ترقی کا پلڑا بھاری ہوا تو کبھی روحانی ترقی کا۔ بعض اوقات اقتدار کے سرچشموں پر ڈکٹیٹر، ظالم اور خدا کے سرکش لوگ قابض ہوئے اور کبھی سخت جاہل اور اجڈ بھی، کبھی مسندِ اقتدار فاسقوں اور فاجروں کے ہاتھ میں آئی، جنھوں نے پوری دنیا کا مادی اور اخلاقی استحصال کیا اور کبھی ایمان اور اسلامی عمل کے معیار کے مطابق حکمران امت کو نصیب ہوئے۔

اللہ کا وعدہ ہے کہ زمین کے وارث ہمارے نیک بندے ہوں گے۔ (الانبیاء، ۱۰۵) یعنی حقیقی ایمان اور عملِ صالح اختیار کرنے والے ہی خلافت فی الارض پائیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے عقائد وایمانیات، عبادات، اخلاق اور معاشرت ومعاملات، امر بالمعروف ونھی عن المنکر اور جہاد فی سبیل اللہ وغیرہ کے بارے میں مفصل ہدایات دیں اور قرآن وسنت کے ذریعے مکمل رہنمائی فرمائی، اسی طرح مستقبل میں پیدا ہونے والے زوال وانحطاط، تغیرات اور فتنوں کے بارے میں بھی امت کو آگاہی دی، اور ان حالات میں ان کو ہدایات دیں۔ آپؐ نے مستقبل کی پیش گوئیاں بھی کیں اور مستقبل کے واقعات کو رائی العین کی طرح پیش کیا اور وہ سب بے کم وکاست پوری ہوئیں۔

آنحضرت ﷺ سے ان پیش گوئیوں کا صدور مختلف حالتوں میں ہوا، اور آپؐ کو ان کی اطلاع کبھی قرآن مجید کی وحی کی صورت میں دی گئی، کبھی عالمِ خواب میں، اور کبھی زبانِ صداقت نشان کے عام الفاظ میں۔ ان میں بشارتیں بھی ہیں اور تنبیہات اور خطروں کی پیشگی خبر بھی۔ اللہ تعالی نے آپؐ پر منکشف فرمایا تھا کہ جس طرح اگلی امتوں میں دینی زوال وانحطاط آیا اور وہ طرح طرح کی گمراہیوں اور غلط کاریوں میں مبتلا ہوئیں، اور اللہ تعالی کی نظرِ عنایت سے محروم ہوئیں ایسے ہی حالات آپؐ کی امت پر بھی آئیں گے۔

آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد ہی فتنوں کا آغاز ہو گیا، اور آپؐ نے اس پر اپنی حیاتِ دنیا ہی میں متنبہ کر دیا تھا۔ ایک مرتبہ آپ شہر سے باہر تھے اور آپؐ نے اپنے ہمراہیوں سے پوچھا: جو کچھ مجھ کو نظر آ رہا ہے وہ تم دیکھ رہے ہو؟ سب نے عرض کی: نہیں یارسول اللہ! آپؐ نے فرمایا: میں دیکھ رہا ہوں کہ تمہارے گھروں پر بارش کی طرح فتنے برس رہے ہیں۔ (رواہ البخاری)

ایک مرتبہ فرمایا: ''خدا کی قسم! مجھ کو تم پر فقر و فاقہ کا خوف نہیں بلکہ دولت کا خوف ہے کہ جس طرح تم سے پہلوں پر دنیا پھیلا دی گئی تھی، تم پر بھی پھیلا دی جائے، تو تم اس میں آپس میں رشک وحسد کرنے لگو اور جس طرح اس نے تم سے پہلوں کو غافل کر دیا تم کو بھی غافل کر دے''۔ (رواہ البخاری)

آپؐ نے دنیا کے وسیع ہو جانے کے بعد پیش آنے والے حالات سے بھی آگاہ کیا اور ان فتنوں سے متنبہ کیا جو محبت کو زائل کر کے مسلمان کو دوسرے مسلمان کے خون کا پیاسا بنا دیتے ہیں۔ فرمایا: ''دیکھو میرے بعد ایک دوسرے کی گردن نہ مارنے لگنا''۔

خوشحالی میں باہم دشمنی:

مال و دولت کی فراوانی آپس کے تعلقات کو فروغ دینے کے بجائے نفرتوں کو پروان بھی چڑھانے لگتی ہے، آپؐ نے ان خدشات کی جانب بھی متوجہ فرمایا، ارشاد فرمایا: ''ایک زمانہ آئے گا کہ تمہارے سامنے دن کو ایک کھانے کا پیالہ اور رات کو دوسرے کھانے کا پیالہ آئے گا اور کعبہ کے پردوں کی طرح (بیش قیمت اور عمدہ) تمھارے لباس ہوں گے۔ حاضرین نے پوچھا: ہم اس حالت میں اچھے ہیں یا اس حالت میں اچھے رہیں گے؟ فرمایا: نہیں، تم اس حالت میں اچھے ہو کہ تم سب باہم ایک دوسرے سے محبت کرتے ہو اور اس وقت تم ایک دوسرے کے دشمن ہو گے اور ایک دوسرے کا گلا کاٹو گے''۔ (مسند احمد)

آپؐ نے پرفتن زمانے میں مسلمانوں کو راہِ عمل بھی بتائی، حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ مجلس میں رونق افروز تھے، فرمایا کہ میرے بعد اختلاف اور فتنہ ہو گا، لوگوں نے عرض کی کہ یارسول اللہ! تو اس وقت ہمیں کیا حکم ہے؟ فرمایا: امیر اور اس کے رفقاء کا ساتھ دینا۔ (مستدرک حاکم)

فتنوں میں پڑنے سے گریز:

ایک موقع پر آپؐ نے فرمایا: ''عنقریب میرے بعد کچھ فتنے پیدا ہوں گے جس میں بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے اور کھڑا ہونے والا چلنے والے سے اور چلنے والا بھاگنے والے سے بہتر ہو گا''۔ (صحیح بخاری، کتاب الفتن)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اور بچو اس فتنے سے جس کی شامت مخصوص طور پر صرف انہی لوگوں تک محدود نہ ہو گی جنھوں نے تم میں گناہ کیا ہو، اور جان رکھو کہ اللہ سخت سزا دینے والا ہے''۔ (الانفال، ۲۵)

فتنہ پھیلنے کا سبب یہی ہے کہ سوسائٹی اپنے بعض نادانوں کو کسی بھی صورت میں ظلم کرنے دیتی ہے اور ظالموں کی راہ نہیں روکتی اور ان کا مقابلہ نہیں کرتی تو پوری سوسائٹی فساد کی لپیٹ میں آ جاتی ہے۔ یہ بھی یاد رہے کہ اسلامی شریعت اور اسلامی نظام کی راہ میں رکاوٹ ڈالنے سے بڑا اور کوئی فساد نہیں ہو سکتا۔ اس لیے اسلام ایک نظام ہے اور یہ اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ اس کے ماننے والے باہم ظلم کریں، اور سوسائٹی میں فساد پھیلے، چہ جائیکہ اس سوسائٹی اللہ کا مکمل دین ہی معطل ہو، اللہ تعالیٰ کی حاکمیتِ اعلیٰ کے بجائے انسانوں کی حاکمیت قائم ہو، اور الوہیت کی جگہ انسانوں کی بندگی قائم ہو اور یہ سوسائٹی خاموش رہے اور پھر یہ توقع بھی رکھی جائے کہ اللہ ان لوگوں کو فتنے اور مصیبت سے بچائے گا کیوں کہ وہ صالح ہیں۔ (دیکھیے: فی ظلال القرآن)

فتنوں کا ظاہر ہونا:

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا: ''قیامت کا زمانہ قریب ہو گیا تو عمل کم ہو جائے گا، اور بخل پیدا ہو جائے گا، فتنے ظاہر ہوں گے اور ہرج کی کثرت ہو گی۔ لوگوں نے پوچھا: یارسول اللہ، ہرج کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: قتل ہے قتل!''۔ (رواہ البخاری، ۲۴۹۱)

مشرق سے فتنے:

اسلام میں فتنوں کا آغاز مشرق سے ہوگا، آپؐ نے انگلی سے اشارہ کر کے فرمایا: ادھر سے جدھر شیطان کی سینگیں (سورج کی کرنیں) نکلتی ہیں''۔(رواہ البخاری)

حجاز میں ایک آگ:

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک حجاز میں ایک ایسی آگ نہ نکلے جس کی روشنی بصری کے اونٹوں کی گردنیں نہ روشن کردے''۔(رواہ مسلم)

نبوت کے جھوٹے مدعیان:

آپؐ نے فرمایا: ''قیامت سے پہلے تیس (۳۰) کاذب ودجال پیدا ہوں گے جن میں سے ہر ایک دعوی کرے گا کہ وہ نبی ہے''۔(رواہ مسلم)

ایسے مدعیان کاذب کی تعداد مسیلمہ کذاب سے شروع ہوکر تقریباً تیس تک پہنچ چکی ہے جن میں زمانہ قریب میں دو برصغیر اور ایران میں گزرے ہیں۔

منکرین حدیث:

آپؐ نے فرمایا: ''میں تم میں سے کسی کو نہ پاؤں کہ وہ اپنی مسند پر تکیہ لگائے (غرور کی شان سے) بیٹھا ہو اور اس کے پاس میرے کاموں میں سے کوئی کام جس کا میں نے کرنے کا حکم دیا ہے یا جس سے میں نے منع کیا ہے، وہ اس سے بیان کیا جائے تو کہے کہ ہم نہیں جانتے، جو ہم نے قرآن میں پایا ہے اسی کو مانتے ہیں''۔(سنن ابی داود)

تجارت کی کثرت اور اس میں عورتوں کی شرکت:

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت سے پہلے خصوصیت کا سلام ہوگا اور تجارت کی کثرت ہوگی۔ یہاں تک کہ عورت بھی اپنے مرد کا ہاتھ بٹایا کرے گی''۔(مسند احمد)

سود کی کثرت:

پہلے وہی لوگ سود کھاتے تھے اور کھا سکتے تھے جو براہ راست اس کا کاروبار کرتے تھے، لیکن آپؐ نے پیش گوئی کی تھی کہ ایک زمانہ ایسا آنے والا ہے جس میں کوئی ایسا نہ ہوگا جو سود نہ کھائے گا۔ اگر وہ براہِ راست نہ کھائے گا تو اس کا غبار یا دھواں بھی اڑ کر اس تک ضرور پہنچے گا۔((ابوداود ونسائی)

کیا آج وہی زمانہ بعینہ نہیں ہے۔ آج کی تجارت اور سوداگری تمام تر سود پر مبنی ہے، یہاں تک کہ ہمارے ہاتھ میں آنے والی ہر چیز بیسیوں سودی معاملات سے گزر کر ہم تک پہنچتی ہے۔

یہودیوں سے جنگ:

صحیح مسلم کی ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے خبر دی کہ مسلمانوں اور یہودیوں کی ایک عظیم الشان جنگ ہوگی، یہودی شکست کھا کر چٹانوں اور درختوں کے پیچھے چھپیں گے تو وہاں بھی ان کو پناہ نہ ملے گی اور ان میں سے ایک آواز آئے گی کہ اے مسلمان دیکھ! یہ یہودی چھپا ہے۔

اہلِ یورپ سے شام میں جنگ:

فتنے اور آثارِ قیامت سے متعلق احادیث میں رسول اللہ ﷺ نے صاف اور صریح الفاظ میں اپنی امت کو یہ اطلاع دی ہے کہ آخر زمانہ میں دجال کے ظہور اور نزولِ مسیح سے پہلے ملک شام میں مسلمانوں اور رومیوں میں عظیم الشان خونی معرکے پیش آئیں گے۔

مسلمانوں کے خلاف کافر قوموں کا اکھٹا ہونا:

ابوداؤداور بیہقی میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا: قریب ہے کہ قومیں تم پر حملہ کرنے کے لیے ایک دوسرے کو اس طرح پکاریں گی جس طرح کھانے والے کھانے کے پیالے پر گرتے ہیں۔حاضرین میں سے ایک نے پوچھا: یارسول اللہ ﷺ! کیا یہ اس لیے کہ اس زمانہ میں ہم مسلمانوں کی تعداد کم ہوجائے گی۔فرمایا: نہیں، تمھاری تعداد ان دنوں بہت بڑی ہوگی لیکن تم ایسے ہوجاوگے جیسے سیلاب کی سطح پر کف اور خس وخاشاک ہوتا ہے کہ (سیلاب ان کو بہائے لیے جاتا ہے) اللہ تعالی تمھارے دشمنوں کے دلوں سے تمھارا رعب دور کردے گا اور تمھارے دلوں میں کمزوری ڈال دے گا، کسی نے پوچھا: وہ کمزوری کیا ہوگی؟ فرمایا: دنیا سے محبت اور موت سے کراہت!

علم کا اٹھ جانا:

حضرت عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت سے پہلے چند یوم ایسے ہوں گے کہ ان میں علم اٹھالیا جائے گا، اور جہالت طاری ہوجائے گی، اور ہرج کی کثرت ہوگی، اور ہرج سے مراد قتل ہے''۔(رواہ البخاری، ۱۹۴۳)

مسلمان کے لیے دنیا کے فتنوں میں اپنے ایمان کو سلامت رکھنا چیلنج ہے۔خود آپؐ نے فرمایا: ''یقیناً وہ بندہ خوش بخت اور خوش نصیب ہے جو فتنوں سے محفوظ رکھا گیا اور جو بندہ مبتلا کیا گیا اور وہ صابر اور ثابت قدم رہا تو (اس کا کیا کہنا) اس کو شاباش اور مبارک باد!''۔(سنن ابی داود) اللہ تعالی کے نبی ﷺ نے پیش آمدہ فتنوں کی خبر بھی دے دی اور ان میں لازم پکڑنے والے اعمال بھی بتادیے تاکہ امت ان سے محفوظ رہے۔

ہر دور اور ہر خطے کے مسلمانوں کو کتاب وسنت کو لازماً پکڑ لینا چاہیے۔اور باہم ایک دوسرے سے محبت کو رائج کرنا ہوگا، ورنہ ابلیس ہمارے دلوں کو باہم دور کردے گا اور امت مسلمہ کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے ایک دوسرے کے مقابل لاکھڑا کرے گا۔اللہ اور اسکے رسولؐ کی اطاعت وفرمانبرداری ہی میں امت کی نجات ہے۔

یہی وہ صبر اور استقامت ہے جو ہر فتنے کا توڑ ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں زندگی اور موت کے سارے فتنوں سے اپنی پناہ میں رکھے۔آمین۔

اقتباس

مسلمانوں کو دو چیزوں کا حکم دیا گیا ہے۔ایک صلوا علیہ، دوسرا وسلموا تسلیما۔صلوۃ کا لفظ جب علی کے صلہ کے ساتھ آتا ہے تو اس کے تین معنی ہوتے ہیں۔ایک کسی پر مائل ہونا۔اس کی طرف محبت کے ساتھ متوجہ ہونا اور اس پر جھکنا۔دوسرے کسی کی تعریف کرنا، تیسرے کسی کے حق میں دعا کرنا۔یہ لفظ جب اللہ تعالی کے لئے بولا جائے گا تو ظاہر ہے کہ تیسرے معنی میں نہیں آسکتا، کیوں کہ اللہ کا کسی اور سے دعا کرنا قطعاً ناقابل تصور ہے۔اس لئے لامحالہ وہ صرف پہلے دو معنوں میں ہوگا۔لیکن جب یہ لفظ بندوں کے لئے بولا جائے گا، خواہ وہ فرشتے ہو یا انسان، تو وہ تینوں معنوں میں ہوگا۔اس میں محبت کا مفہوم بھی ہوگا، مدح وثنا کا مفہوم بھی اور دعائے رحمت کا مفہوم بھی۔لہذا، اہل ایمان کو نبی ﷺ کے حق میں صلو علیہ کا حکم دینے کا مطلب یہ ہے کہ تم ان کے گرویدہ ہو جاؤ۔ان کی مدح وثنا کرو اور ان کے لئے دعا کرو۔

(درود اُن پر، سلام ان پر۔مولانا مودودیؒ)

نعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(نیر کاشف)

میں کہ بے حد گناہ گار ہوں
میں خطا کار ہوں
نعت کیسے کہوں
آپ کی شان میں کیا قصیدہ پڑھوں
میرے الفاظ میں معجزہ وہ کہاں
نعت کیسے کہوں
میرے پیارے نبی ﷺ
مدح ذات نبی ﷺ
اور میری زباں
مجھ میں ہمت کہاں
میرے پیارے نبی ﷺ
آپ سے ہی ملی بے کسوں کو اماں
آپ نے ہی دیئے
منزلوں کے نشاں
آپ آئے تو تھم سے گئے
ڈولتے بادباں
جڑ گئے آشیاں
جی اٹھیں بیٹیاں
میرے پیارے نبی ﷺ
نعت میں کیا کہوں

میرے پیارے نبی ﷺ
سخت لہجوں سے روحوں پہ پڑتے نشاں
سرد مہری سے سلگے ہوئے آشیاں
کنکروں کی چبھن
راستوں کی تھکن
سب اتر جائے گی
آپ کے ہاتھ سے جام کوثر جو مل جائے گا
میرے پیارے نبی ﷺ گر اجازت ملی
آپ کے دست پاک اپنی نظروں میں رکھتے ہوئے
(آپ کے ہاتھ کو تھام کر بات کرنے کا سوچوں بھی تو کس طرح)
روح کے سب ہی گھاؤ دکھاؤں گی میں
تلخ لہجوں سے دل پہ ہوئے جو رقم
وہ زخم
سناؤں گی میں
سب
آپ سے جب ملوں گی
تو پیارے نبی ﷺ
دل سے تب
مسکراؤں گی میں

نعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم

(شاہدہ اکرام سحر)

بسی جاتی ہے اس دل میں حسیں صورت محمد ﷺ کی
کہ اب ہائے! سہی جاتی نہیں فرقت محمد ﷺ کی

میرے سینے میں جو غم ہے، بنا ناسور جاتا ہے
بنا دیتی ہے دیوانہ، مجھے الفت محمد ﷺ کی

تہی دامن، لیے کاسہ، کھڑا ہوں جام بھرنے کو
مئے کوثر ملے گی، ہے جہاں جنت محمد ﷺ کی

کوئی اندازہ کر سکتا نہیں شان نبوت کا
خدا ہی خوب ہے واقف، ہے کیا رفعت محمد ﷺ کی

درود پاک کی سوغات ان کی نذر کرتے ہیں
زہے قسمت ملے گر حشر میں محبت محمد ﷺ کی

تمنا ہے کہ میں پلکوں سے یوں نقش قدم چن لوں
نجات اُخروی میری بنے طاعت محمد ﷺ کی

جہاں میں مل گیا سب سے بڑا رتبہ مسلمانو!
فضیلت یہ ملی ہے کیونکہ ہے امت محمد ﷺ کی

نہیں جچتا نظر میں اب، سوا ختم الرسل کوئی
خدا نے خود بتا دی ہے ہمیں عظمت محمد ﷺ کی

سحر کو شام نے چپکے سے یہ مژدہ سنایا ہے
نبی کا ساتھ بخشے گی تمہیں الفت محمد ﷺ کی

نعت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(ڈاکٹر عزیزہ انجم)

جب وہ خورشید چمکتا ہو گا
دہر میں کیسا اجالا ہوگا
رب نے جبریل کو بھیجا ہوگا
ان پہ قرآن اتارا ہوگا
سب کا دروازہ بجاتا ہوگا
خود کو دن رات تھکاتا ہوگا
خشک ستو پہ فقط پانی پہ
مدتوں اس کا گزارا ہوگا
دل کو سو طرح کے دھڑکے ہوں گے
اور خدیجہ کا دلاسہ ہوگا
اپنی بینائی پہ نازاں ہوگا
جس نے سرکار کو دیکھا ہوگا
لوگ ڈرتے ہوئے آتے ہوں گے
وہ کلیجے سے لگاتا ہوگا
ابو ایوب کی خوش بختی پر
رشک کس کس کو نہ آتا ہوگا
دشمنوں کو بھی دعائیں دے کر
اس نے بے مول خریدا ہوگا
کتنے سرشار سے رہتے ہوں گے
جن کی باتوں پہ وہ ہنستا ہوگا
ہاں محمد ﷺ ہیں ہمارے اپنے
اس محبت کا نہ سودا ہوگا
پیاس کوثر پہ بجھے گی اپنی
ان کے ہاتھوں میں پیالہ ہوگا
ان کی سانسوں سے معطر انجم
کیسا پر کیف زمانہ ہوگا

میرے نبی محترم ﷺ

(صہیب اکرام)

تھا سفر کٹھن سو ترے سوا کوئی رہنما نہ مرا ہوا
مرے دشتِ جاں میں قدم قدم ترا نقشِ پا ہے سجا ہوا
یوں تو لاکھ رنگ ہیں درد کے جو کہ چارسو ہیں کھلے ہوئے
وہ کسک وہ سوز کہاں کہ جو ترے غم زدوں کو عطا ہوا
مری خواہشوں کا حصار ہے وہی عالمِ شبِ تار ہے
کہ نہیں ہے چشمِ حیات میں کوئی نقش ترا بسا ہوا
تری جلوتوں کے جلال میں تری خلوتوں کے جمال میں
جو بھی عکس تری ادا کا تھا وہ تھا آبِ زر میں ڈھلا ہوا
مجھے صرف ترے ہی معجزوں کے طفیل تابِ سخن ملی
میں وگرنہ دشتِ گماں میں تھا کہیں مثلِ خار پڑا ہوا
سرِ جلوہ گاہِ جمال سب، مرے درجہ وار رقیب تھے
کہیں کائنات بچھی ہوئی کہیں آسماں تھا جھکا ہوا
سرِ بزم ذِکر ترا چھڑا کہیں کوئی تارِ نفس ہلا
کہ ترے عدد سے عدد ملا تو درِ یقین بھی وا ہوا
یہ صہیب بسملِ آرزو کہیں روزِ حشر ہو روبرو
تو رہِ خیال میں چار سُو ہو ترا ہی اسم کھلا ہوا

نعتیہ کلام

(صائمہ اسماء)

درِ نبیؐ پر
مرے ذوقِ حسنِ عمل کی وہ فرومائیگی
شب و روز کی تہی دامنی
جو خدا کے گھر میں خنک سفید سلوں پہ
اشکِ رواں میں ڈھل کے بہہ گئی
مجھے بندگی کے شدید زعم میں نازمند سا کر گئی
وہی بےعمل مری زندگی
ہاں وہ عمر کی تہی دامنی
یہاں آ کے پاؤں میں بیڑیوں سی پڑی رہی
میں خجل، شکستہ
لرزتے قدموں
درِ نبیؐ کے نواح میں ہی کھڑی رہی!
انؐ کی یاد میں
مرے مالک!
زمیں پر تو نے جتنے مرسلیں، جتنے نبی بھیجے
وہ سارے مرد تھے، لیکن
دُکھی مخلوق پر تیری
وہ یکساں ابرِ رحمت بن کے برسے تھے
کوئی عورت نہیں ملتی زمانوں کے کٹہروں میں
جو کہتی......

اے خدا! تیرا نبی کوئی
ہماری صنف سے ہوتا تو اچھا تھا......
انہیں مردانگی عورت کے پنہاں درد کے ادراک سے کب روکتی تھی
اور پھر وہ بھی تو آئے تھے
جنہیں یہ طعنہ ملتا تھا
محمدؐ جب سے آئے ہر طرف عورت ہی عورت ہے
مرے مالک!
اب انؐ کے بعد تو کوئی نبی آنا نہیں ہے
اور مرے خطے میں جتنے مرد ہیں
اپنے غرورِ جنس کی بھاری چٹانوں میں دبے ہیں
اَن گنت صدیوں کی ژولیدہ رواجی گرد
سینوں پر سلیں بن کر پڑی ان کے جماؤ میں اضافہ کر رہی ہے
کون آئے گا
چٹانوں میں دبے آثار کے کانوں میں انؐ کا آخری خطبہ انڈیلے گا
بتائے گا
کہ سب انساں برابر ہیں،
جہالت کی سبھی عصبیتیں پائے مبارک کے تلے ہیں
اور نصیحت ہے،
کہ عورت سے نباہی کے قرینوں میں
خدا سے ڈرتے رہنا ہے!

تربیت اطفال

سیرت نبوی ﷺ کی روشنی میں

فرزانہ چیمہ

بچے ہر کسی کو بہت پیارے لگتے ہیں۔ معصوم صورت' معصوم ذہن' معصوم سیرت' ادھر آپس میں جھگڑتے تو دوسرے ہی لمحے پھر شیر وشکر۔ کوئی نفرت نہیں' کوئی بغض نہیں' کوئی حسد نہیں۔ ہاں نہیں پیارے لگتے' نہیں دل کو بھاتے تو بدتمیز بچے۔ چھوٹے بڑے کا لحاظ نہ کرنے والے بچے' منہ پھٹ بچے۔ تو معلوم ہوا کہ بچہ کتنا ہی پیارا کیوں نہ ہو' کتنے ہی بڑے باپ کا بیٹا کیوں نہ ہو۔ دوسروں کی نظر میں اسے اس کی تربیت ہی آنکھ کا تارا بناتی ہے۔ حضور ﷺ کا ارشاد گرامی بھی ہے کہ اولاد کے لیے تربیت کا کوڑا دراز رکھو۔

بچے کی تربیت کی اول ذمہ دار اس کی ماں ہوتی ہے۔ اس کی گود اس کی اولین اور بہترین درس گاہ ہوتی ہے۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ ماں اپنے بچوں کی داعی ہے۔ اس سے ان کا حساب لیا جائے گا۔ مگر آج کی ماں معاف کیجئے گا مجموعی طور پر اپنے اس فرض اولین سے یکسر غافل ہے۔

دیکھئے اماں بننا قطعاً مشکل نہیں۔ ماں تو ہر مادہ مخلوق بن جاتی ہے کہ یہ اللہ کا فیصلہ ہے مشکل تو ماں بن کر انسانی بچے کی تربیت کرنا ہے۔ اسے برے بھلے کی تمیز سکھا کر اپنے دین سے روشناس کروا کر معاشرے میں خیر وبھلائی کا پیغام بر بنا کر انسانی بھیڑ میں داخل کرنا ہے تا کہ وہ جہاں بھی جائے اپنے علم وعمل سے ہر سو روشنی پھیلائے۔ بچے کی نگہداشت پیدا ہونے پر نہیں کی جائے گی بلکہ جب وہ شکم مادر میں اپنے اعضاء کے ساتھ پہلا سانس لیتا ہے تب سے اس کی تربیت کا مرحلہ شروع ہو جاتا ہے۔ ماں کا اپنا اخلاق' عبادت' ریاضت' غصہ' حسد' بدکلامی غرض کے اچھی اور بری عادات جس شکم میں بچہ پرورش پا رہا ہے وہ اس کے اثرات کو بھی قبول کرے گا۔

اسی لیے حالت حمل میں باوضو رہنا' اچھی سوچ' اچھا عمل' صاف ستھرا اور خوش خوش رہنے کا کہا جاتا ہے۔ تلاوت بلند آواز سے کی جائے تو بچہ اندر سنتا ہے۔ ایک ماں کے سارے بچوں نے خوشی خوشی بغیر روئے دھوئے قرآن پاک حفظ کیا۔ میں اس ماں کو جانتی ہوں وہ حالت حمل کے پورا عرصہ میں قرآن پاک کی تلاوت بہت زیادہ کیا کرتی تھی۔

گویا اپنی اولاد کو صالح بنانا ہے تو اس کی پیدائش سے پہلے ہی میاں بیوی کو صالحیت کے پیکر میں خود کو ڈھالنا ہوگا۔ اچھے ساتھیوں' اچھی کتابوں کی صحبت آپ کی فکر وعمل پر بہت اچھا اثر ڈالتی ہے۔ اپنی اور اپنے بچوں کی تربیت میں بھی ان دو ہتھیاروں سے بہت کام لیا جا سکتا ہے۔ طوالت سے بچنے کے لیے بچوں کی بہترین تربیت کرنے کی خواہش مند ماؤں کے لیے خود میں درج ذیل صفات پیدا کرنا نہایت مفید نتائج دے سکتا ہے۔

یاد رکھیے لمبی چوڑی تقریریں' وعظ آپ کے بچے پر اثر انداز اس طرح سے نہیں ہوں گے جس طرح آپ کے نمونہ عمل کا اثر قبول کیا جائے گا۔ ایک ماں کو درج ذیل

صفات سے متصف ہونا چاہیے۔

۱۔ قرآن وسنت پر عمل کرتی ہو۔ ۲۔ سچائی اور راستبازی کا نمونہ ہو۔

۳۔ پردے کی پاسداری کرتی ہو۔ ۴۔ قناعت اور تونگری کے جوہر سے مالا مال ہو۔

۵۔ ایثار وسادگی کے جذبے سے سرشار ہو۔ ۶۔ زہد وعبادت اس کی شان ہو اور دعا پر اس کا ایمان ہو۔

جب بچہ اپنی ماں کو ان خوبیوں کا حامل دیکھے گا تو لازمی طور پر اسی کے رنگ میں ڈھلنے لگے گا۔ مگر اس کا مطلب یہ نہیں کے ماں اور باپ کے حسن عمل کو دیکھنے کے بعد بچہ از خود ایک بہترین مسلمان اور معاشرے کا قابل فخر فرد بن جائے گا۔ نہیں اس کی تراش خراش کی ضرورت ساتھ ساتھ رہے گی جس طرح ایک نازک پودے کو تناور درخت بننے تک تراش خراش' کھاد پانی اور دوسری ضروری لوازمات کی ضرورت رہتی ہے۔ ابتدائی دس سال اس کے سیکھنے سکھلانے کے لحاظ سے انتہائی اہم ہوتے ہیں۔ بول چال' اٹھنا بیٹھنا' ادب وآداب اس عمر تک بچہ والدہ کے زیر سایہ بخوبی سیکھ لیتا ہے۔ اب اس کے معاشرتی اخلاق وآداب کی باری آتی ہے دس سال میں نماز پڑھانے کا کہا گیا ہے۔ اور نہ پڑھنے پر سختی کا حکم دیا گیا ہے۔ گویا اب اس کی تربیت کے لیے تھوڑی سختی بھی کرنی پڑے تو جائز ہے۔ بعض مائیں بے جا لاڈ پیار کے ہاتھوں بچوں کو ان کے فرائض سے بھی آگاہ نہیں کرتیں۔ ڈانٹ ڈپٹ سے گریز، لڑکوں کو آوارہ گردی کے سلسلہ میں کچھ کہنا سننا ممنوع۔

لڑکیوں کو مارے محبت باورچی خانے کا راستہ دکھانا حرام۔ ملازموں کی موجودگی میں اٹھ کر خود پانی پی لینا گویا حرام سمجھتی ہیں۔ پھر یہی لڑکے اور لڑکیاں بڑے ہو کر جب کسی کے پلے باندھے جاتے ہیں تو اگلا خاندان سر پیٹ کر رہ جاتا ہے اور لڑکے کی ماں بڑی بے نیازی سے کہہ دیتی ہے کہ آپ کی لڑکی اسے بدل بھی نہیں سکی؟ ادھر لڑکی کی ماں فرما دیتی ہے کہ میں نے تو اس لیے اسے کسی کام کو ہاتھ نہیں لگانے دیا کہ جب سر پر پڑتی ہے تو کام آہی جاتا ہے۔ یہ رویہ بالکل عذر گناہ برقرار گناہ والا ہے۔ لڑکا ہو یا لڑکی اسے بہترین سانچے میں ڈھال کر اگلے ساتھی کے' اگلے گھر والوں کے سپرد کیجئے۔

بچوں کے دوستوں اور سہیلیوں پر نگاہ رکھیے۔ ان کے والدین سے تعلقات بنایئے۔ تاکہ معلوم ہو سکے کہ بچہ غلط صحبت میں تو نہیں بیٹھ رہا ہے۔ قرآن بھی تاکید کرتا ہے کہ سچے لوگوں کے ساتھ رہو۔ بچے کو پرسکون، صابر، شاکر رکھنا چاہتی ہیں تو اپنے گھر میں ایسا ہی ماحول، ایسی ہی فضا آپ کو ہمہ وقت رکھنی ہوگی۔ اس میں بدگمانی، بدزبانی اور بداخلاقی کو کسی طور سر نہیں اٹھانا چاہیے۔

سیرت نبوی ﷺ میں بچوں کے ساتھ انصاف اور برابری کا سلوک کرنے کی بھی ترغیب ملتی ہے۔ ہمارے ہاں اس خوبی بلکہ اس تاکید پر کچھ زیادہ عمل نہیں ہوتا۔ کھانے پینے میں' سہولیات میں' کھلونوں میں بیٹا افضل اور بیٹی کمتر قرار پاتی ہے۔ دیہاتوں میں یہ عدم مساوات آج بھی دیکھی جا سکتی ہے۔ ایک بچے کو سارے وسائل جھونک کر پڑھانا اور دوسرے بھائیوں کو میٹرک' مڈل کے بعد مزدوری پر لگا دینا یہ انصاف کے سراسر خلاف ہے۔ اسی سے بچے میں بغاوت اور نفرت کا رویہ جنم لیتا ہے جو آہستہ آہستہ تشدد کا روپ دھار لیتا ہے۔

اپنے بچوں سے دوستانہ رویہ رکھنا' ان کی ہر حرکت اور بات کو آپ پر عیاں کرنے کا سبب بنتا ہے۔ بچہ بڑی سہولت سے ہر بات آپ کو بتا دے گا۔ ماں باپ کو ضرور تھوڑا رعب میں رہنا چاہیے۔ مگر ہر چیز کی زیادتی بری ہوتی ہے میانہ روی کا راستہ حدیث مبارکہ میں سلامتی کا راستہ بتایا گیا ہے۔

آج کے ہیجان انگیز دور میں بچے کو موبائل وغیرہ سے دور رکھنا از حد ضروری ہے۔ اس کا واحد حل ماں کو بچے کے ساتھ خود اس کی دلچسپی کے کھیلوں میں شامل رکھنا ہے۔

لان میں پکڑم پکڑائی میں جب ماں خود شامل ہوگی تو بچے یا بچوں کی خوشی کا عالم ہی اور ہوگا۔ اسی طرح بہت سارے کھیل ہیں جن سے جسمانی ورزش بھی ہو جائے گی۔

بچے کے سامنے ماں بھی موبائل' ٹی وی' کمپیوٹر' لیپ ٹاپ وغیرہ کا استعمال کم سے کم کرے۔

شروع میں اچھی کہانیاں سنانا۔ بعد میں بچے کا خود پڑھنا اسے مطالعے کی عادت ڈالے گا۔ کتب کا انتخاب کرنا ماں کا کام ہے اور مطالعہ کی عادت آپ کو کئی

کئی روز غلط سلط مشاغل سے بچاتی ہے اور آپ کا ذہن وقلب علم سے مالا مال کر دیتی ہے۔

سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں ایک اہم بات یہ بھی ہے کہ ماں تربیت اطفال میں مندرجہ بالا تمام کاوشیں کرنے کے ساتھ ساتھ دعا کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑے۔ آہ سحر گاہی میں بڑی تاثیر رکھی ہے رب العالمین نے۔ آپا جی بنت الاسلام کے بارے میں ان کی ایک بہن نے بتایا تھا کہ ان کی بیٹی ابھی ان کے شکم میں تھی کہ آپا جی نے اس کے لیے دعائیں مانگنا شروع کر دی تھیں۔ آپ جہاں محسوس کریں کہ بچہ آپ کی بات نہیں مان رہا۔ آپ اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑائیں۔ ان شاء اللہ وہ ذات اسے صحیح راستے پر لگا دے گی۔ دعا جاری رکھے بغیر مایوس ہوئے بغیر یہ سوچ کے اتنا عرصہ ہو گیا ہے۔ مگر دعا تو قبول ہی نہیں ہو رہی۔ بچوں کے حق میں دعائے خیر ہمیشہ جاری رکھی جائے۔ عجب نہیں کہ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ انھیں دین و دنیا کے خزانے عطا فرما دے۔ بڑے بڑے بزرگان دین کے حالات زندگی کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ ان کے اس بلند مرتبہ پر فائز ہونے میں ان کی مقدس ماؤں کی دعائے تہجد اور نیم شبی کو بڑا دخل حاصل ہے۔ جیسے علامہ اقبال نے اپنی والدہ کو یوں خراج عقیدت پیش کیا ہے:

خاک سر قدم تیریٔ لے کے یہ فریاد آؤں گا
اب دعائے نیم شب میں کس کو میں یاد آؤں گا

سچ تو یہ ہے کہ آج کے مخصوص اور پر آشوب حالات میں ایک ماں کی ذمہ داریاں پہلے سے دوچند ہو گئی ہیں۔ ان سے بطریق احسن سرخرو ہونے کا ایک ہی راستہ ہے کہ آج کی ماں جہالت، شرک، بے عملی، فیشن پرستی اور مردوں سے برابری چھوڑ کر آگے بڑھنے کے امراض میں مبتلا ہونے کے بجائے اسلام کے صحت مند اصولوں کو اپنے اور اپنے اہل خانہ کے لیے پسند کرے اور ان سارے امراض سے چھٹکارا پائے۔ بے شک ہمارے ایمان کی پختگی، عقائد کی مضبوطی اور اعمال کی صالحیت کے سبب آج بھی ہماری گودوں میں قرون اولیٰ جیسے مجاہد اور مجاہدات پرورش پا سکتے ہیں۔

علامہ اقبال نے اپنے کلام میں مردوں کے لیے ابوذرؓ فاروقؓ صدیقؓ اور خالدؓ کو بطور مثال پیش کیا ہے اور عورتوں کے لیے خاتون جنت حضرت فاطمہؓ کی سیرت کو اسوہ کامل قرار دیا ہے۔ فرماتے ہیں:

مزرع تسلیم را حاصل بتولؓ
مادراں اسوہ کامل بتولؓ

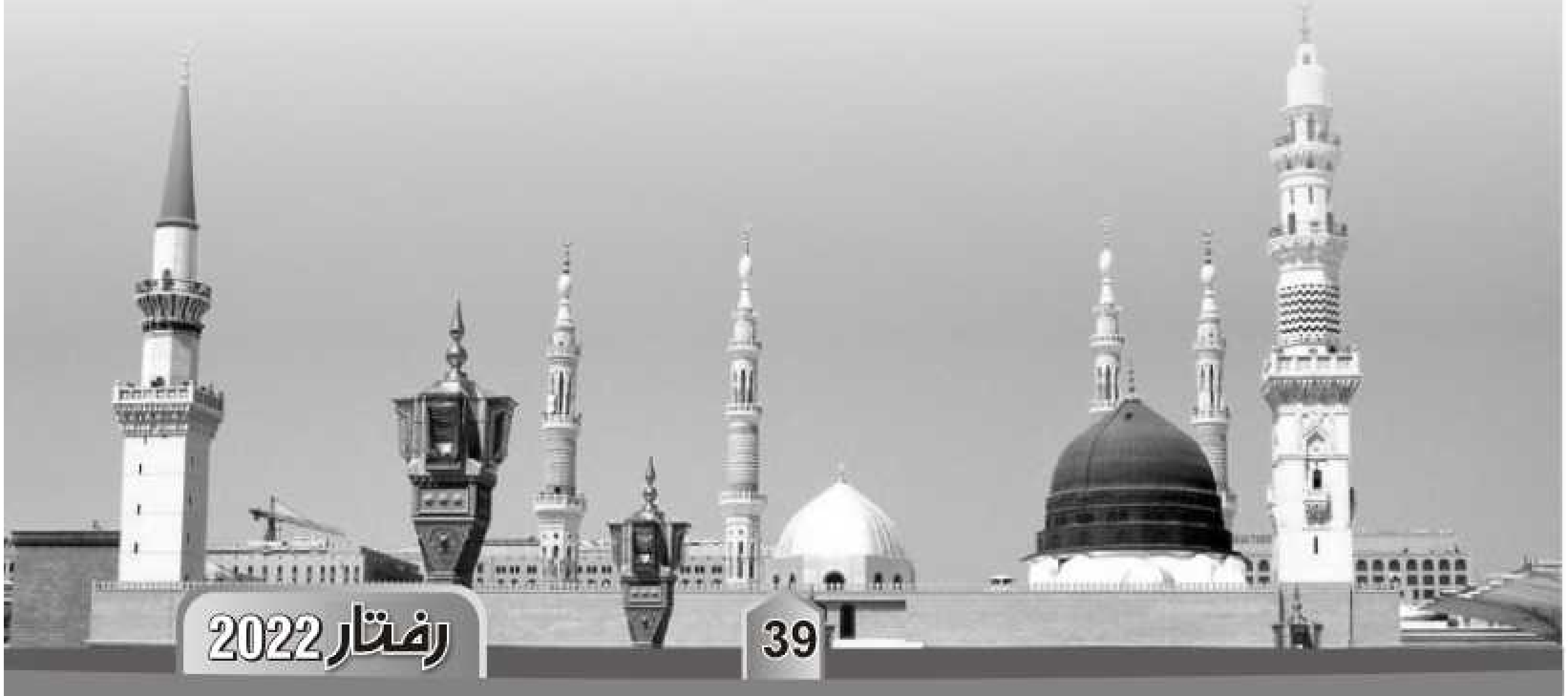

حاصل مطالعہ

نام کتاب: سنت کی آئینی حیثیت　　مصنف: سید ابوالاعلیٰ مودودی رح　　صفحات: 368

ناشر: اسلامی پبلیکیشنز لاہور　　تبصرہ نگار: شاذیہ فخری

زیر نظر کتاب ایک پرویزی ڈاکٹر عبدالودود اور سید ابوالاعلیٰ مودودی رحمۃ اللہ علیہ کی سنت کی آئینی حیثیت کے بارے میں ایک طویل مراسلت پر مشتمل ہے جو پہلے ترجمان القرآن میں شائع ہوئی اور بعد میں اس کی افادیت کے پیش نظر اسے ایک مستقل کتاب کے طور پر بھی شائع کیا گیا۔ یوں تو مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی کے علمی کارناموں کی فہرست خاصی طویل ہے لیکن اگر ان کی چند اہم کاوشوں اور کامیابیوں کا تذکرہ کیا جائے تو ان میں یقیناً ان کی کتاب سنت کی آئینی حیثیت کا ذکر ضرور ہوگا جو محض ایک کتاب نہیں، بلکہ ایک تاریخ ہے کہ جس کی وجہ سے نا صرف پاکستان بلکہ پورے عالم اسلام میں کتاب اللہ کے بعد سنت کی تشریحی اور قانونی حیثیت ہمیشہ کے لئے دوسرے مستند ماخذ کے طور پر طے ہوگئی لہذا یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ سنت کی آئینی حیثیت ایک ایسی معرکۃ الآراء کتاب ہے جس نے عالم اسلام میں ہمیشہ کے لئے سنت رسول کا مقام طے کر دیا۔

حقیقت یہ ہے کہ قرآن کے ساتھ ساتھ امت مسلمہ میں سنت رسول صلی اللہ وسلم کو بھی حجت اور ماخذ قانون تسلیم کیا جاتا رہا ہے اور ہمیشہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و عمل سے بھی اسی طرح احکامات اخذ کیے جاتے رہے ہیں جس طرح کہ خود قرآن کریم سے۔ عام مسلمان کے نزدیک تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر ہر فعل عین اسلام اور لائق اتباع اور باعث نجات ہے۔ اس امت کے علماء اور صلحاء نے بھی ہمیشہ اسے بنیاد بنا کر فتاویٰ بھی دیے ہیں اور عدالتوں میں فیصلے بھی کیے ہیں۔

اس کتاب کی بلند درجہ علمی حیثیت کا ادراک تو قاری کو اس کے مطالعہ سے ہی ہوسکتا ہے لیکن کتاب کے کچھ ایسے اقتباسات ہیں جو اس کے مرکزی موضوع کا بخوبی احاطہ کرتے ہیں۔

پہلا اقتباس انکار حدیث و سنت کے علمبرداروں کے سامنے تاریخی دلیل کی حیثیت رکھتا ہے: مولانا لکھتے ہیں کہ:

"امت کا اجتماعی ضمیر جو کسی طرح یہ بات قبول کرنے کے لیے تیار نہ تھا کہ مسلمان کبھی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و پیروی سے آزاد بھی ہوسکتا ہے۔ چند سر پھرے انسان تو ہر زمانے میں اور ہر قوم میں ایسے نکلتے ہیں جو بے تکی باتوں ہی میں وزن محسوس کرتے ہوں مگر پوری امت کا سر پھرا ہو جانا بہت مشکل ہے۔ عام مسلمانوں کے ذہنی سانچے میں یہ غیر معقول بات کبھی ٹھیک سے نہ بیٹھ سکی کہ آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان بھی لائے اور پھر اس کی اطاعت کا قلادہ اپنی گردن سے اتار بھی پھینکے۔ ایک سیدھا سادا مسلمان جس کے دماغ میں ٹیڑھ ہو عملاً نافرمانی کا مرتکب تو ہوسکتا ہے لیکن یہ عقیدہ کبھی اختیار نہیں کر سکتا کہ جس رسول ﷺ پر ایمان لایا ہے اس کی اطاعت کا سرے سے پابند ہی نہیں ہے۔ مسلمان قوم کا مزاج اتنی بڑی بدعت کو ہضم کرنے کے لئے کسی طرح تیار نہ ہوسکا کہ اس پورے نظام زندگی کو اس کے تمام قاعدوں، ضابطوں اور اداروں سمیت رد کر دیا جائے جو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد سے شروع ہو کر خلفائے راشدین، صحابہ کرام، تابعین ائمہ، مجتہدین اور فقہائے امت کی رہنمائی میں مسلسل ایک ہموار طریقے سے ارتقاء کرتا چلا آرہا تھا اور اسے چھوڑ کر آئے دن ایک نیا نظام ایسے لوگوں کے ہاتھوں بنوایا جائے جو دنیا کے ہر فلسفے اور ہر تخیل سے متاثر ہو کر اسلام کا ایک جدید ایڈیشن نکالنا چاہتے ہوں۔"

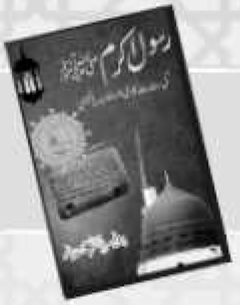

نام کتاب: رسول اکرم ﷺ کی سفارت کاری اور خارجہ پالیسی مصنفہ: ڈاکٹر حسین بانو

صفحات: 491، قیمت: 850 روپے، ناشر: راحیل پبلی کیشنز، اردو بازار، کراچی

رسول اللہ ﷺ ان کی سفارت کاری اور خارجہ پالیسی، ڈاکٹر حسین بانو کا پی ایچ ڈی کا مقالہ ہے۔ جس پر کراچی یونیورسٹی نے انھیں ڈاکٹریٹ کی ڈگری سے نوازا۔ پانچ ابواب اور مختلف فصول پر مختلف عنوانات قائم کیے گئے ہیں اور ہر باب کے اختتام پر اس کا خلاصہ بھی موجود ہے۔

کتاب کے موضوعات اور مباحث نہایت جامع اور دلچسپ ہیں۔ اسلامی ریاست کے خارجہ امور کو مدینہ میں بننے والی پہلی اسلامی حکومت کی روشنی میں واضح کیا گیا ہے۔ سفارت کاری کے ضمن میں نبی کریم نے جو خطوط روانہ کیے ان کا متن دیا گیا ہے۔

نیز ان سے کچھ نتائج بھی اخذ کیے گئے ہیں۔ بعض صحابہ کرام کو آپ نے سفارتی مشن دے کر روانہ کیا پھر اسی طرح مختلف اطراف سے بھی چند وفود خدمت اقدس میں حاضر ہوئے جس کی تفصیلات بھی موجود ہیں۔ خارجہ پالیسی کے ضمن میں معاہدے بہت اہم تصور کیے جاتے ہیں۔ نبی کریم نے اہل مکہ قریش، یہود اور نصرانیوں سے مختلف مواقع پر مختلف معاہدات کیے۔ ان کی تفصیل بھی موجود ہے۔ کتاب کے آخر میں دوسرے معروف سیرت نگاروں کا خراج تحسین جو انھوں نے رسول اللہ کی خارجہ پالیسی کو پیش کیا۔ نتیجتاً آپ ﷺ کی اس پالیسی کے باعث اندرون و بیرون عرب کے قبائل اور اقوام ایک دوسرے کے قریب آئے اور تعلقات قائم ہوئے، اور نئے اصول وضوابط وضع ہوئے۔ دنیا نہ صرف قرآنی تہذیب وتمدن سے آشنا ہوئی بلکہ انسان کو اس کا جائز مقام ملا۔ آزاد اور غلام کی تفریق کا خاتمہ اور نئے تمدن کی بنیاد پڑی۔ کتاب کے آخر میں حوالہ جات کا اہتمام ہے۔ نیز مقالہ کی ترتیب وتدوین بھی خوب صورت ہے۔ سفارت کاری کے موضوع پر یہ مقالہ عمدہ تحقیق کا نمونہ اور ذخیرہ کتب سیرت میں خوبصورت اضافہ ہے۔

نام کتاب: محسن انسانیت مصنف: نعیم صدیقی

تبصرہ نگار۔۔۔ ڈاکٹر عزیزہ انجم

الحمدللہ! اللہ تعالی نے پیارے نبی صل اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے حوالے اسے ایک چھوٹے سے کام کے لئے منتخب کیا۔ اور مطالعہ کے لئے بھی ایک بہترین کتاب سے مستفید ہونے کا موقع دیا۔

سیرت النبی ﷺ پر ابتدائے نبوت سے آج تک بہت کام ہوا۔ آپ ﷺ کے ماننے والوں اور چاہنے والوں نے آپ کی زندگی کے مختلف پہلووں پر مختلف انداز میں بات کی۔ پیارے نبی ﷺ کی حیات طیبہ رہتی دنیا تک تمام انسانوں کے لئے رہنما اور روشنی ہے۔

محسن انسانیت ممتاز شاعر ادیب اور تحریک اسلامی کے نامور رہنما محترم جناب نعیم صدیقی صاحب کی تصنیف ہے۔ نعیم صدیقی مرحوم نے جوانی میں ہی مولانا مودودی کی دعوت حق کو قبول کیا اور زندگی بھر کے لئے تحریک اسلامی سے وابستہ ہو گئے۔ آپ ایک بہترین شاعر، نثر نگار اور افسانہ نگار تھے۔ آپ کے قلم سے بہت سی دل گداز نظمیں رقم ہوئیں جو تحریکی کارکنوں کے جذبے کو مہمیز کرتی رہی ہے۔

نعیم صدیقی صاحب نے محسن انسانیت ایک بالکل الگ انداز میں لکھی ہے۔ انداز تحریر ادبی ہے جذبات سے پر ہے۔ درد انگیز ہے۔ دل گداز ہے۔ الفاظ خوبصورت ہیں اور پڑھنے والے کو ادب کی چاشنی اور احساسات کی شدت سے نوازتے ہیں لیکن محسن انسانیت ادبی لب ولہجہ میں ایک انقلابی کتاب ہے۔ نعیم صدیقی

نے روایتی انداز چھوڑ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک انقلابی لیڈر کی صورت میں پیش کیا ہے۔ پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ابتدائے نبوت سے آخری لمحات تک ایک متحرک زندگی تھی۔ نعیم صدیقی نے اسے ایک تحریک کہا۔ وہ اس کتاب میں بار بار یہ جملے لکھتے ہیں کہ تحریک اسلامی کا ابتدائی دور یا تحریک اسلامی مدینے میں۔

نعیم صدیقی کی محسن انسانیت کے انقلابی اجذبے سے لکھے جانے کی تائید اس کتاب کے انتساب سے ہوتی ہے۔ جو کچھ یوں ہے۔

ان حساس جانوں کے نام جو ہر دور میں باطل کی طوفانی لہروں سے الجھنے کے لئے ابھر آتی ہیں۔

سورہ فتح کی آخری آیات جس میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب کا ذکر ہے اس کا ترجمہ اس کتاب کے ابتدائیے کی زینت ہے۔

مطالعہ سیرت کے مقصد پر نظر ڈالتے ہوئے نعیم صدیقی لکھتے ہیں

''میرے نزدیک سیرت پاک کے مطالعے کا ایک ہی مقصود ہے۔ حضور ﷺ کے پیغام کی مشعل ہمارے سامنے ہو اور قافلہء زندگی دور حاضر کی تاریکیوں میں اسی طرح جادہ فلاح کا سراغ پالے جس طرح اسے چھٹی صدی عیسوی کے بحران سے نجات کا راستہ ملا تھا۔''

سیرت النبی کے حوالے سے وہ توجہ دلاتے ہیں کہ روایتی طریقے سے ہٹ کر ہم سیرت کو اپنی زندگی کا حصہ کتنا بناتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے داعیانہ کردار کو کتنا اپنی زندگی کا نصب العین بناتے ہیں۔

محسن انسانیت پیارے نبی ﷺ کی دعوت کے مختلف مراحل بیان کرتی ہے بلکہ چشم تصور میں ہمیں اس دور میں لے جاتی ہے۔ نبوت کے ابتدائی دنوں کی کشمکش، خفیہ طور پر دعوت دینا اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر قریش مکہ کے کئے گئے مظالم اور ان کی دین پر ثابت قدمی اور حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم آنکھیں نم کر دیتا ہے اور دل میں اسلام کے غلبے کی کوشش کرنے کے جذبے کو بھی ہوا دیتا ہے۔

وہ لکھتے ہیں سرور عالم کی سیرت غار حرا سے لے کر غار ثور تک، حرم کعبہ سے لے کر طائف کے بازار تک، امہات المومنین کے حجروں سے لے کر میدان ہائے جنگ تک پھیلی ہوئی ہے۔ ابوبکر و عمر و عثمان علی عمار و یاسر، خالد و خویلد اور بلال و صہیب رضوان اللہ علیہم اجمعین سب کے سب ایک ہی کتاب سیرت کے اوراق ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کی کشمکش کو وہ ایک جذب کے عالم میں پیش کرتے ہیں۔ کفار مکہ کے ہتھکنڈے ان کے اعتراضات ان کے مظالم اور انکی وہ ساری کوششیں جو اسلام کے چراغ کو پھونکوں سے بجھانے کے لئے تھیں۔ اسی طرح مدنی زندگی میں یہودیوں اور منافقین کی پیٹھ میں چھرا گھونپنے والی حرکتیں جنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینے میں کبھی اطمینان کا سانس لینے نہیں دیا وہ بھی اس کتاب میں بھرپور انداز میں موجود ہے۔ ہر وہ مسلمان جو نبی کریم ﷺ کی دعوت اور انکے داعیانہ کردار کو جاننا چاہتا ہے اسے اپنانا چاہتا ہے اس کے لئے اس کتاب کا مطالعہ بہت ضروری ہے۔

وہ لوگ جو تحریک اسلامی سے منسلک ہیں اور اسلام کے انقلابی پیغام کو دنیا میں پہنچانا اور غالب کرنا چاہتے ہیں ان کے لئے تو یہ کتاب جوش اور جذبوں کو جلا بخشنے کے لئے اور تحریک کے مختلف ادوار اور مختلف پہلوؤں پر نظر رکھنے اور ان سے سبق لینے کے لئے بار بار سیرت کی اس منفرد کتاب کو پڑھنا چاہئے۔

نام کتاب: محمد عربی — نام مصنف۔۔۔محمد عنایت اللہ سبحانی

تبصرہ نگار۔۔۔نیر کاشف

محمد عربی، عربی زبان میں، مصر میں شائع ہونے والی سیرت کی ایک کتاب کا نقشِ ثانی ہے جسے عنایت اللہ سبحانی نے اردو زبان میں اس کے اصل پیرایہ بیان میں نہایت کامیابی سے پیش کیا ہے۔ ایک ایسی کتاب جو قاری کو ہاتھ پکڑ کے قبلِ نبوت سے لے کر رسول اللہ ﷺ کی رحلت کا سفر کچھ اس انداز میں کرواتی ہے کہ

کبھی وہ مدینے کی گلیوں میں طلع البدر علینا گنگناتا ہے اور کبھی مکے کے ریگزاروں میں آقا ﷺ کی تکلیف کے احساس سے مضطرب ہو کر آنسو بہاتا ہے، کبھی بدر و احد میں جوش و جذبے سے سرشار ہوتا ہے، تو کبھی تبوک میں مسلمانوں کا جذبہ قربانی دیکھ کر نم دیدہ ہو جاتا ہے۔ غرض سیرت النبی ﷺ کے دریا کی روانی میں بہتا چلا جاتا ہے اس دوران حکمت، محبت اور عقیدت کے کتنے ہی گہر اس کے دامن سے لپٹے چلے جاتے ہیں اور مکہ مدینہ کی گلیوں کی یہ سیر تا دم حیات اس کی یادداشت کا حصہ بن کے رہ جاتی ہے۔

تین سو بیالیس صفحات پر مشتمل اس کتاب کی سب سے خاص بات اس کا اسلوب ہے، نہایت دلچسپ انداز میں رسول اکرم ﷺ کی زندگی کے ابتدائی ایام کا تذکرہ شروع ہوتا ہے اور قاری کو کچھ یوں تھامتا ہے کہ وہ ہاتھ چھڑانا ہی نہیں چاہتا۔ یہ کتاب اپنے آپ میں گنج گراں مایہ ہے، اسے شروع کرتے ہوئے قاری کو احساس بھی نہیں ہوتا کہ مصنف نے اسے کتنے دلچسپ انداز میں تاریخ پڑھا دی ہے۔ پڑھنے والا سحر انگیز سا، مصنف کا ہاتھ تھامے اس کے ساتھ چلتا چلا جاتا ہے اور مکہ کی تاریخ کے تمام اہم باب پڑھ ڈالتا ہے، یہاں تک کہ عبدالمطلب کے بیٹے عبداللہ کی قربانی کا ذکر آنے پہ اپنے دھڑکتے دل کو سنبھال کر چوکنا ہو بیٹھتا ہے، ادھر عبدالمطلب سو اونٹ قربان کر کے بالآخر عبداللہ کے نام کا قرعہ نکالتے ہیں اور قاری کی سانس میں سانس آتی ہے۔

یوں یہ سفر شروع ہوتا ہے اور ہر ورق قاری کو کتاب سے مزید باندھ لیتا ہے۔ مختلف مقامات پہ جذبات کی جو ترجمانی مصنف کرتے ہیں، گویا وہ پڑھنے والے کے دل کی ترجمانی ہوتی ہے، جب حضرت آمنہ کی رحلت پہ سرکار دو عالم کا درد محسوس کرتے ہوئے قاری کی آنکھیں بھر آتی ہیں تو مصنف کے یہ الفاظ گویا اس کے دل کی آواز ہوتے ہیں۔

اللہ آپ کا ولی و کارساز ہے اے محمد!

آپ یتیم تھے، باپ کے سائے سے محروم تھے۔ ابھی یتیمی کا شعور ہی ہوا تھا کہ ماں بھی

داغِ مفارقت دے گئیں۔۔۔۔! ماں کی بھی قبر تیار ہو گئی۔

اب آپ تنہا رہ گئے۔ ماں ساتھ تھیں تب آپ کو یتیمی کا ملال تھا۔ بھلا دل پہ کیا بیتی ہو گی

جبکہ یہ سہارا بھی ٹوٹ گیا۔۔۔۔؟ ایک سے بڑھ کر دوسرا۔۔۔!

غرض یہ ایک ایسی کتاب ہے جیسے کوئی نیم کے پیڑ کی چھاؤں میں بیٹھا عقیدت سے نبی پاک ﷺ کی باتیں کیا جا رہا ہو، اور سننے والے آنکھیں بند کئے جذب کے عالم میں سن رہے ہوں، مسکرا رہے ہوں، خوش ہو رہے ہوں، ان کے چہروں کو آنسوؤں کی قطاریں بھگو رہی ہوں، عقیدت بڑھتی جا رہی ہو، سینوں میں عشق کی آگ بھڑکتی جا رہی ہو، جوش و جذبے میں اضافہ ہوتا جا رہا ہو اور زبان بے ساختہ پکارتی چلی جاتی ہو۔۔۔!

"ہمارے ماں باپ آپ پر قربان اے محمد ﷺ

ہمارے ماں باپ آپ پر قربان اے رسول اللہ ﷺ"

نام کتاب: تجلیات نبوت　　مصنف: مولانا صفی الرحمٰن مبارک پوری

ناشر: دارلسلام　　صفحات: 400　　تبصرہ نگار: شائستہ فخری

"اے اللہ اگر تو نہ ہوتا تو ہم ہدایت نہ پاتے، نہ ہم صدقہ کر پاتے اور نہ نماز پڑھ سکتے۔
ہم تجھ پر فدا ہیں اور ہم نے جو کچھ گناہ پہلے کئے ان کو معاف کر دیجیے" (صحیح بخاری باب التوبہ)

اللہ تبارک وتعالی کا احسان عظیم ہے کہ نا صرف بندوں کو راہ ہدایت سے نوازا بلکہ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ الحسنہ کی صورت میں اکمل ترین رہنمائی بھی عطا کی۔ امت مسلمہ کے لیے قاعدہ وکلیہ یہ ٹھہرا کہ اخروی کامیابی کے حصول کا اولین ماخذ سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے اب اس بنیادی ماخذ کو جاننا اور بعینہ اسی طریقے پر انفرادی اور اجتماعی زندگی کو ڈھالنا ہماری ذمہ داری بھی ہے اور لازمی ضرورت بھی۔

سیرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اعجاز یہ ہے کہ اس موضوع پر پندرہ سو سال گزرنے کے بعد بھی تحقیق وتصنیفات کا سلسلہ جاری ہے اور نئے نئے پہلوؤں سے تالیفات منظر عام پر آ رہی ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ جہاں ایک طرف محتاط اندازے کے مطابق حیات مبارکہ پر تقریباً پانچ لاکھ کتب لکھی جا چکی ہیں تو دوسری جانب کتاب کا انتخاب کرنا اس لیے بھی مشکل ہو جاتا ہے کہ متعدد سیرت کی کتب میں تاریخی حوالوں کی چھان بین میں تساہل سے کام لیا گیا ہے پھر اردو دان طبقہ کے لئے ایک رکاوٹ یہ بھی بن جاتی ہے کہ بیشتر کتب صحیحہ مستند تو ہیں لیکن وہ کلاسک عربی میں ہیں۔ ایسے میں اردو دان طبقے کے لیے ماضی قریب میں جن سیرت نگاروں نے خصوصی کام کیا ان میں سید ابوالاعلی مودودی، ڈاکٹر حمید اللہ، ڈاکٹر یاسین مظہر صدیقی، مولانا صفی الرحمٰن مبارکپوری کے نام قابل ذکر ہیں۔

زیر مطالعہ کتاب "تجلیات نبوت" مولانا صفی الرحمن مبارکپوری کی تصنیف ہے جو اصلا "روضۃ الانوار فی سیرت النبی المختار" کا اردو ترجمہ ہے، جسے مدیر دارالسلام کی تحریک پر اولا عربی زبان میں تحریر کیا گیا تھا۔ مذکورہ ترجمہ کی خاص بات یہ ہے کہ اسے فاضل مصنف نے خود عربی سے اردو میں منتقل کیا لہذا یہ ان عمومی خامیوں سے محفوظ ترجمہ کہا جا سکتا ہے جو الفاظ کے چناؤ کی عدم مناسبت کے باعث تحریر کے اصل پیغام کو کما حقہ ادا نہیں کر پاتا۔ مولانا صفی الرحمٰن مبارک پوری کی عربی اور اردو تصانیف کی تعداد 59 ہے جس میں ان کی شہرہ آفاق کتاب "الرحیق المختوم" شامل ہے۔ عربی انشاء پردازی میں اتنی استعداد بہم پہنچانا کہ عرب دنیا میں منعقد ہونے والے عالمی مقابلے میں 171 موصولہ مقالاجات میں اول انعام حاصل کر لینا، یقیناً ان کی علمی قابلیت کی دلیل ہے۔ یہ مقالہ الرحیق المختوم مقبول عام ہوا جس کے بعد انہیں عرب کے علمی حلقوں میں فکری وتحقیقی کام کا موقع ملا اور جامعۃ الاسلامیہ مدینہ کے مرکز "سیرت النبویۃ" میں بطور محقق مقرر ہوئے۔ مصنف کے حوالے سے تعارف کا یہ پہلو خصوصاً درج کرنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ اعزاز بہت کم سیرت نگاروں کو حاصل ہے کہ وہ بیک وقت عربی اور اردو زبانوں کے ماہر ہوں بلکہ ترجمہ نگاری کے فن واسلوب پر سند کی حیثیت رکھتے ہوں۔ سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم بیان کرنے میں مستند اور محتاط انداز اختیار کرنے کی اہمیت کا تقاضا یہ ہے کہ اسے منتقل کرتے ہوئے خصوصی اہتمام کیا جائے اسی پہلو کو کتاب "تجلیات نبوت" کے مقدمے میں بیان کرتے ہوئے مولانا صفی الرحمن مبارکپوری لکھتے ہیں:

"ہوتا یہ رہا ہے کہ عموماً اس موضوع پر لکھتے ہوئے تحقیق کا اہتمام نہیں کیا گیا بلکہ افکار و خیالات اور جذبات واحساسات کی نظر میں جو چیز جچ گئی اسے داخل کتاب کر لیا گیا خواہ وہ صحت وثبوت کے لحاظ سے صفر ہی کیوں نہ ہو۔۔۔۔"

آگے مزید لکھتے ہیں: "واقعات کی داخلی اور خارجی شہادتوں سے بھی استفادہ کیا اور کوشش کی کہ جہاں تک ممکن ہو اختصار وانتخاب کے ساتھ روایات کے الفاظ اور سابقین کی زبان استعمال کی جائے۔" (ص 28)

''تجلیاتِ نبوت'' کی خصوصیت یہ ہے کہ ایک ایسے وقت میں جب امت مسلمہ اپنے اردگرد پھیلے ہوئے خود ساختہ افکار اور بیمار نظریات کی زد میں ہے، خصوصاً نئی نسل کی تربیت اور نقوشِ سیرت کو ابھارنے، تاریخ اسلامی سے رشتہ جوڑنے کی کوشش، دین پر اعتماد و محبت کو پروان چڑھانے کے لئے مہماتی انداز میں محنت کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ کتاب زمانی ترتیب کے اعتبار سے جامع انداز میں تاریخ اسلام کی دستاویز کہی جا سکتی ہے۔ جیسا کہ مدیر دارالسلام عرض ناشر کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں:

"نوجوان نسل کو تفاصیل میں لے جائے بغیر سیرت طیبہ سے آگاہ کرنے کی اشد ضرورت محسوس کرتے ہوئے, نوجوانوں اور بطور خاص میٹرک کے طلباء کے لئے مختصر مگر جامع کتاب لکھیں جو عام فہم اور صحیح معلومات پر مبنی ہو۔"

مذکورہ کتاب کا مطالعہ کرتے ہوئے قاری کو اس اعتبار سے رکاوٹ نہیں ہوتی کہ عربی سے اردو ترجمہ کرتے ہوئے مخصوص اصطلاحی یا ثقیل الفاظ کا استعمال کیا گیا ہو۔ یہ بات بھی محلِ نظر رہے کہ یہ کتاب اپنی اشاعت کے فوراً بعد ہی سعودی عرب کے تعلیمی اداروں میں مقبول ہوئی جبکہ کچھ اسکولوں نے تجلیاتِ نبوت کو اپنے نصاب کا حصہ بھی بنایا گو کہ اس کتاب کے اصل مخاطب نوجوان ہیں لیکن جو شخص بھی تاریخ سیرت کا ترتیب وار مطالعہ کرنا چاہتا ہو اس کے لئے یہ straight forward account of seerah ثابت ہوگی۔

کتاب سات ابواب پر مشتمل ہے اور اس کا اسلوب دعوتی ہے۔ آغاز رسالت، دعوت دین کے مختلف مراحل اور ہر مرحلہ کی اہمیت و نزاکت، دعوت کے فروغ کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اختیار کردہ تدابیر و حکمت عملی اور اس راہ کی آزمائشوں کے واقعات کا احاطہ کرتے ہوئے سیرت رسول کو اس طرح پیش کیا گیا ہے کہ قاری تاریخ سے واقفیت کے ساتھ دعوت و تبلیغ سے اقامت دین تک کے حوالے سے قیمتی اسباق اور رہنما خطوط بھی حاصل کرتا جائے۔

کسی مصنف کی کامیابی ہوتی ہے کہ اس کی تحریر تاریخی حوالوں سے جانچنے کے پیمانے پر پوری اترے اس اعتبار سے کتاب میں جابجا حوالہ جات اور مآخذ ہر صفحہ کے نیچے درج ہیں جن کا مطالعہ کر کے اصل کی پرکھ کی جا سکتی ہے۔ تجلیات نبوت کی دلکشی میں اضافہ جہاں عمدہ طباعت نے کیا وہیں ممتاز اسکالر محسن فارابی کی تحقیق پر مبنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شجرہ ہائے نسب بھی شامل کر دیے گئے ہیں۔

زیر مطالعہ کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے ایک نمایاں پہلو ضرور سامنے آنا چاہیے کہ واقعات بیان کرتے ہوئے عرب قوم کی اشعار کے برمحل استعمال کی زبردست صلاحیت کے کئی نمونے پڑھنے کا موقع ملتا ہے اور یہ اشعار جب صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے ادا کئے تو اس میں پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ محبت اور دین سے وابستگی کے تمام تر جذبات نظر آتے ہیں۔ ایک ایسے وقت میں جب سوسائٹی میں نئے نئے کلچر بن رہے ہوں، مسلم نوجوانوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کو بیدار کرنے کے لئے ایک عمدہ ذریعہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہم اپنے بچوں کو یہ اشعار بھی یاد کروائیں۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دعوت دین کے محاذ پر جو نوجوان تھے ان کے دلوں کی ترجمانی ہمارے اندر بھی وہ تعلق پیدا کر سکتی ہے جس کی آج کمی ہے۔

ان خوبصورت اشعار کو مصنف نے عربی اور اردو زبانوں میں درج کیا ہے، خصوصاً رجیع کے مقام پر خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ص: 225) اور مدینے میں داخلے کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے استقبال کے لئے پڑھے جانے والے اشعار (ص: 177) شامل ہیں۔

اسی طرح سابقون الاولون کی ایک فہرست صفحہ نمبر 52 پر موجود ہے۔ جو افراد تاریخ کا گہرائی سے مطالعہ کرنا چاہتے ہوں، ایمان میں اضافے کی خواہش رکھتے ہوں اور مصائب و آلام کا سامنا کرتے ہوئے دین حق کا ساتھ کس طرح دیا جاتا ہے، کی تمنا کرتے ہوں وہ نام بہ نام سابقون الاولون صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کی سیرت کا مطالعہ کر سکتے ہیں۔ عموماً ہمیں ان ناموں کی فہرست ایک مقام پر دستیاب نہیں ہوتی، کتاب میں اس کا اہتمام ہے۔

تجلیاتِ نبوت کا انگریزی ترجمہ "when the moon split" کے عنوان سے دارالاسلام نے طبع کیا ہے۔ اس میں اضافی طور پر نقشے اور چارٹ کے علاوہ کچھ تصاویر بھی شامل ہیں جبکہ سیرت رسول کے مطالعہ کے شوقین وہ افراد جو انگریزی اور عربی زبان سے واقف نہ ہوں اور اردو زبان بھی صرف بولنا جانتے ہوں (جیسا کہ انڈیا میں یہ مسئلہ سامنے آیا) ان کے لیے مکتبہ الفیصی نے تجلیاتِ نبوت کا رومن اردو میں ترجمہ شائع کیا ہے۔

امید ہے اس کتاب کا مطالعہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مبارکہ اور دعوت و تحریک کے مراحل کی ابتدائی معلومات دینے کا ذریعہ بنے گا۔ لیکن سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جامعیت و ہمہ گیریت اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ ہم محض ابتدائی اور elementary details پر اکتفا نہ کریں۔ بحیثیت امت مسلمہ اپنی ذمہ داریوں کی ادائیگی اسی وقت ممکن ہوگی جب اسوہ حسنہ کا ہر گوشہ ہمارے سامنے ائے۔ یہ ہر فرد کی اپنی محنت ہوگی، دامن پھیلانے والے پر منحصر ہے کہ وہ کتنا سمیٹتا ہے۔ وما علینا الا البلاغ۔

نام کتاب "الرحیق المختوم" — نام مصنف۔۔مولانا صفی الرحمان مبارکپوری

نام تبصرہ نگار۔۔صبوح طلعت — ناشر۔۔المکتبہ السّلفیہ لاہور

ہر لکھنے والا کچھ مخصوص اسلوب اختیار کرتا ہے خواہ وہ کسی بھی صنف تحریر میں قلم کشائی کرے، اسی طرح سیرت نگاری بھی دنیا میں جاری و ساری ہے اور سعادت سمجھی گئی ہے۔ کچھ سیرت نگار تاریخ کے تناظر میں لکھتے ہیں، کچھ تبلیغ و دعوت کے عنوان سے قلم اٹھاتے ہیں، کچھ واقعاتی تناظر میں اور کچھ مخصوص موضوعات سیرت کو عنوان بناتے ہیں۔ لہذا سیرت نبوی پر بھی مختلف انداز سے لکھا گیا اور لکھا جاتا رہے گا لیکن پھر بھی سیرت کی ہر آنے والی کتاب کچھ نیا ہی انداز و پیرایہ اپنے اندر رکھتی ہے۔

رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ نے 1396ھ بمطابق 1976ء میں سیرت نگاری کا ایک عالمی مقابلہ کرایا جس میں اول انعام پانے والا سیرت پر مقالہ جو عربی میں تھا جس کا عنوان تھا "الرحیق المختوم" اور اس کو تحریر کیا تھا مولانا صفی الرحمان مبارکپوری نے۔ جو بعد ازاں کتابی شکل میں شائع ہوا اور اس کا اردو اور انگریزی میں بھی ترجمہ ہوا۔ انگریزی میں اس کتاب کا نام ہے "The Sealed Nectar"‘‘۔

اور اردو میں بھی یہ سیرت کی کتاب الرحیق المختوم کے نام سے شائع ہوئی، یہ نام سورہ مطففین کی آیت 25 سے ماخوذ ہے۔ صاحب تصنیف مولانا صفی الرحمان مبارکپوری ہندوستان کے علاقہ مبارکپور کے معروف خانوادہ سے تعلق رکھتے ہیں اور چھوٹی بڑی اکیس (۲۱) کتب کے مصنف ہیں۔ سیرت محمدی پر اردو میں مستند حوالوں اور سلاست و روانی کے ساتھ تحریر کردہ کتب میں یہ زبردست اضافہ ہے۔ اس کتاب کی خصوصیت یہ ہے کہ مختصر مگر مستند حوالوں کے ساتھ یہ قاری کو پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ سفر کراتی ہے اور پڑھتے پڑھتے اچانک جب رفیق اعلیٰ کی جانب کا باب آتا ہے تو آنسوؤں کی لڑی وصال کے بعد کے مناظر تک سسکیوں میں بدل جاتی ہے۔ یہاں تک کہ تعلق کی راحت وجدائی کا غم اپنے عروج کو پہنچاتے ہی مکارم اخلاق کا باب پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کو اپنانے کا ولولہ وشوق پیدا کرتا ہے اس امید کے ساتھ کہ عارضی جدائی جلد ختم ہو اور ہم اس قابل ہوں کہ پیارے نبی سے ملاقات ہو سکے۔ صلی اللہ علیہ وسلم

اس کتاب کا پیش لفظ سیکریٹری جنرل رابطہ عالم اسلامی مکہ المکرمہ شیخ محمد علی الحرکان نے تحریر کیا ہے اور اس کے اب تک کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ کتاب کے ابواب میں سب سے پہلے عرب کا تعارف ہے، جس علاقے کو اللہ نے نبوت کے لیے چنا تو کیا خصوصیات تھیں، وہاں آباد قوموں کا تعارف، گرد و نواح میں مقتدر و بالادست قوتوں کا تعارف، مذہبی و سیاسی تسلط کا منظرنامہ بیان کیا گیا ہے۔ اس کے بعد جاہلی معاشرے کی جھلکیاں دکھائی گئی ہیں تا کہ حالات کا ادراک ہو سکے جس میں پیارے نبی نے آنکھ کھولی۔ اس کے بعد خاندان نبوت کا تعارف پیش کیا گیا ہے۔

پیارے نبی ﷺ کی نبوت سے قبل کی زندگی کے کچھ گوشے نمایاں کرنے کے بعد آغاز نبوت کے مرحلے کو بیان کیا گیا ہے۔ نبوت کے منصب پر فائز ہونے کے بعد پیارے نبی ﷺ کے دعوتی کام کے مراحل اور کاوشیں اور اس دوران جو کچھ آپ نے انگیز کیا نہ صرف وہ بیان کیا بلکہ ابتدائی مسلمانوں کے صبر و ثبات کیا سباب و عوامل پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔ غلبہ دین کی اس جدوجہد میں ہجرت کی نوبت کیوں آئی، اس کی تفصیل بیان ہوئی ہے۔

اس کے بعد ہجرت کے وقت مدینہ کے حالات اور نئے معاشرے کی تشکیل اور کن بنیادوں پہ معاشرت قائم ہو رہی ہے اس کی تفصیل ہے۔ اس دوران مسلح کشاکش کے بھی سارے مراحل اور اس کے لوازمات بیان ہوئے ہیں۔ یہاں تک کہ فتح مکہ اور فوج در فوج دین میں داخلہ کا مرحلہ آن پہنچتا ہے۔ تب پیارے نبی ﷺ لیظہرہ علی الدین کلہ کے فرض کی تکمیل کے بعد لبیک لاشریک لک کہتے اپنے پہلے اور آخری حج کیلئے رب کے گھر کی طرف لپکتے ہیں اور یار غار تکمیل مشن کے بعد کے مرحلے کو بھانپ جاتے ہیں اور بالآخر انا للہ وانا الیہ راجعون ...... سارے مناظر دلسوز اور آخر میں اخلاق و اوصاف نبی ﷺ بیان ہوئے ہیں۔ اس کتاب کو پڑھتے ہوئے قاری کو محسوس ہوتا ہے گویا کوئی کتاب المغازی پڑھ رہا ہے۔ تفصیل سے غزوات کا ذکر کیا گیا ہے۔ یوں یہ کتاب حوالہ جات کی فہرست کے ساتھ تکمیل کو پہنچی۔

اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد وبارک وسلم علیہ۔

سیرت کوئز

سوالات

1- ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دادی کا نام کیا ہے؟

2- ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نانا کا نام کیا ہے؟

3- ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نانی کا نام کیا ہے؟

4- ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزندوں کی نام کیا ہیں؟

5- ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں کے نام کیا ہیں؟

6- سجدے کی حالت میں کس کافر نے آپ صل اللہ علیہ وسلم کو پتھر مار کر کچلنا چاہا؟

7- نبوت کے دسویں سال کون سے تین اہم واقعات ہوئے؟

8- بیت المقدس کتنا عرصہ مسلمانوں کا قبلہ رہا؟

9- تحویل قبلہ کب ہوا؟

10- غزوات کی تعداد کتنی ہے؟

11- سرایا کی تعداد کتنی ہے؟

12- عرب قبائل کس سال کثرت سے اسلام میں داخل ہوئے؟

13- حضور ﷺ کی مرض الوفات کے دوران نمازیں کس نے پڑھائیں؟

14- حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دو قربان ہونے والوں کی نسل میں سے کیوں کہا جاتا ہے؟

15- ہجرت مدینہ کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو راستہ بتانے والے شخص کا کیا نام تھا؟

16- آپ صل اللہ علیہ وسلم کی آمد سے پہلے کے ایسے واقعات جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی خبر دیتے ہیں انہیں کیا کہا جاتا ہے؟

17- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے کتنے سال بعد ہوئی؟

18- چچا ابو طالب کے ساتھ شام کے سفر کے دوران جس راہب نے آپ ﷺ کو دیکھا تھا اس کا کیا نام تھا؟

19- دوسری بار جب آپ ﷺ تجارت کی غرض سے شام گئے تو جس راہب نے آپ ﷺ کو دیکھ کر پہچان لیا کہ آپ ﷺ آخری نبی ہیں اس کا نام کیا تھا؟

20- آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نکاح حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کس نے پڑھایا؟

21- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ مبارک کتنی دفعہ چاک کیا گیا؟

22- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کن زوجہ رضی اللہ تعالی عنہا کا نکاح آسمان پر ہوا تھا؟

23- مسجد نبوی کی جگہ کس سے خریدی گئی؟

24- اصحاب صفہ کے تین مشہور طلباء کے نام بتائیں؟

25- اذان کی ابتدا کب ہوئی؟

26- حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر پہلی وحی میں کتنی آیات نازل ہوئیں؟

27- حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر دوسری وحی میں کون سی آیات نازل ہوئیں؟

28- حبشہ کی طرف پہلی بار کتنے افراد نے ہجرت کی؟

29- نبوت کے چھٹے سال کون سی دو ہستیوں نے اسلام قبول کیا جس سے مسلمانوں کا سر فخر سے بلند ہو گیا؟

30- حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچاؤں اور پھوپھیوں کی تعداد بتائیں؟

31- حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسوں اور نواسیوں کی تعداد بتائیں؟

32- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالی عنہ آپ ﷺ سے عمر میں کتنے بڑے تھے؟

33- سفر طائف سے واپسی پر کس نے اسلام قبول کیا؟

34- مدینہ آمد کے بعد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالی عنہ کے گھر کتنے روز قیام کیا؟

35- ہجرت کے پہلے سال یہودیوں کے کون سے بڑے عالم میں اسلام قبول کیا؟

36 -مدینہ آمد کے بعد جب مسجد نبوی کی تعمیر کی گئی تو اس کا طول و عرض کتنا تھا؟

37- مسجد نبوی سے متصل سب سے پہلے کن امہات المومنین کے حجرے بنائے گئے؟

38- سب سے پہلے کن انصاری نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی زمین ہدیہ کی؟

39- حارثہ بن نعمان انصاری رضی اللہ تعالی عنہ کی زمین کو کس استعمال میں لایا گیا؟

40- حضرت عائشہ سے نکاح کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر کتنی تھی؟

41- حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج مطہرات میں سے کس زوجہ کو طلاق دی تھی لیکن پھر رجوع فرما لیا تھا؟

42- ازواج مطہرات میں سے سب سے زیادہ مہر کن کا تھا؟

43- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ابوابراہیم کہہ کر کس نے مخاطب کیا؟

44- بیت اللہ کی تعمیر نو کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر کتنی تھی؟

45- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان میں سے کس نے سب سے زیادہ مخالفت کی؟

46- مکہ میں مسلمانوں کا مرکز کون سی جگہ تھی جہاں وہ اکٹھے ہوتے تھے؟

47- واقعہ معراج کا دوسرا نام کیا ہے؟

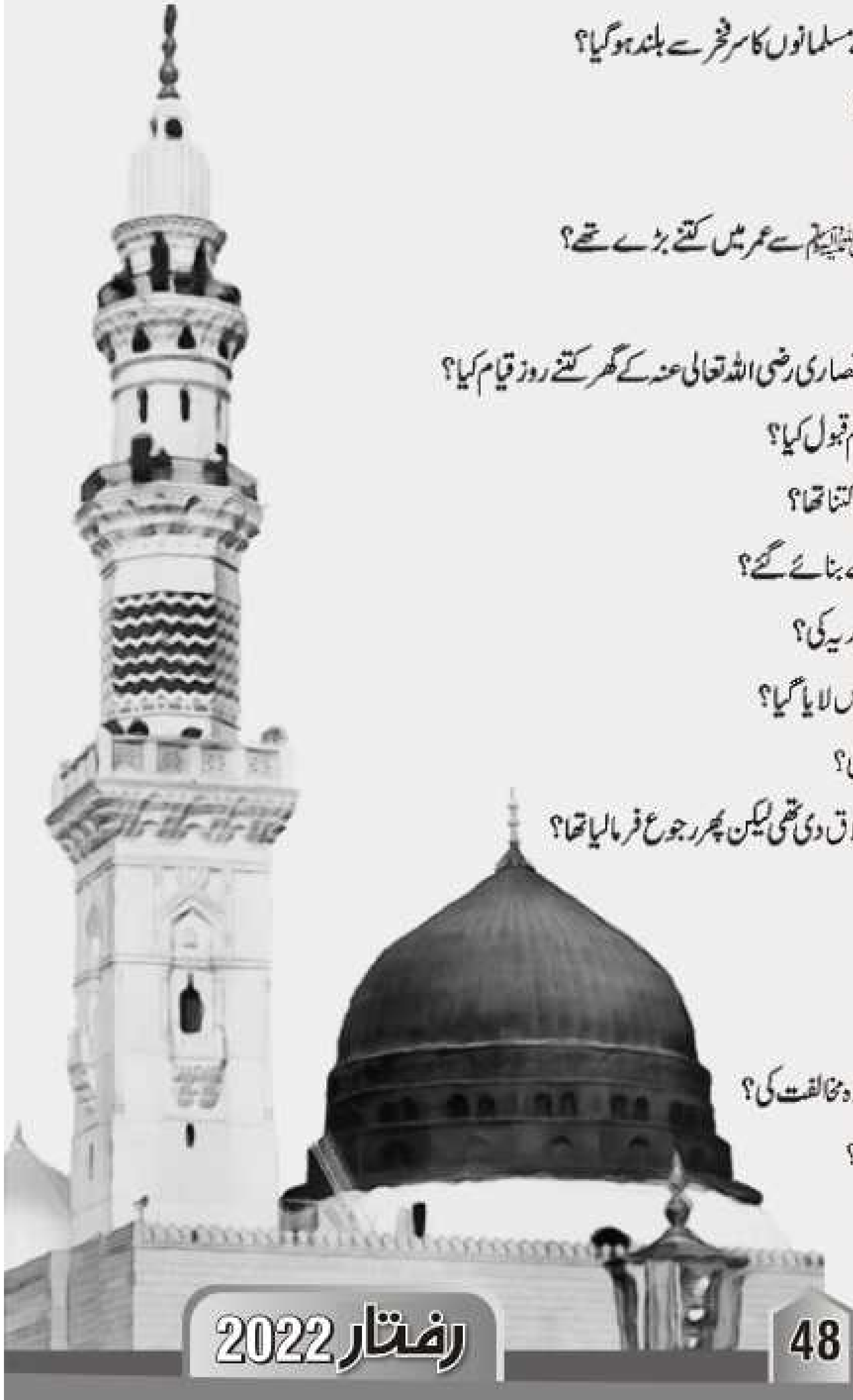

48- مدینہ ہجرت کے وقت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک کتنی تھی؟

49- کفار مکہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کرنے کا فیصلہ جس جگہ بیٹھ کر کیا اس جگہ کا نام کیا ہے؟

50- سن ہجری کی ابتدا کس نے کی؟

51- غزوہ احد میں مسلمانوں کا علم کس صحابی کے سپرد کیا گیا؟

52- غزوہ احد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تلوار کس صحابی کو عنایت فرمائی؟

53- غزوہ احزاب میں کفار کی تعداد کتنی تھی؟

54- کفار کی طرف سے صلح حدیبیہ کی شرائط طے کرنے کون آیا تھا؟

55- صلح حدیبیہ کی شرائط کا معاہدہ کس صحابی نے تحریر کیا؟

56- قرآن مجید میں صلح حدیبیہ کو کس نام سے پکارا گیا ہے؟

57- فتح مکہ کے معرکے میں نبی کریم صل اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کتنے ساتھی تھے؟

58- حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نظام زکوۃ کے قیام کا حکم کب دیا؟

59- وفات کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آخری کلام کیا تھا؟

کتب برائے مطالعہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

☆ درود ان پر سلام ان پر ـ ـ ـ ـ ـ سید ابوالاعلیٰ مودودی

☆ حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے تقاضے ـ ـ ـ ـ ڈاکٹر انیس احمد

☆ حالاتِ حاضرہ اور سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام ـ ـ ـ ـ ڈاکٹر رخسانہ جبین

☆ ناموس رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور نصرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ـ ـ ـ ـ ڈاکٹر رخسانہ جبین

☆ محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم ـ ـ ـ ـ نعیم صدیقی

☆ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم ـ ـ ـ ـ ـ عنایت اللہ سبحانی

☆ الرحیق المختوم ـ ـ ـ ـ ـ صفی الرحمان مبارک

☆ سیرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ـ ـ ـ ـ سید ابوالاعلیٰ مودودی

☆ النبی الخاتم ـ ـ ـ مولانا مناظر احسن گیلانی

صحت اور تندرستی کے بنیادی اصول
اسلامی تعلیمات کی روشنی میں

مولانا نعمان نعیم (مہتمم جامعہ بنوریہ عالمیہ)

اسلام، دین فطرت ہے، جو پوری انسانیت کی ہر شعبے میں مکمل رہنمائی کرتا ہے، اس کی پاکیزہ تعلیمات جہاں عقائد وعبادات، معاشرت ومعاملات اور اخلاق وآداب کے تمام پہلوؤں کو جامع ہیں، وہیں حفظان صحت اور تندرستی کے معاملے میں بھی اسلام کی معتدل ہدایات موجود ہیں، جن پر عمل پیرا ہو کر ہم نہ صرف صحت مند زندگی گزار سکتے ہیں، بلکہ بہت سی مہلک بیماریوں سے بھی محفوظ رہ سکتے ہیں۔

صحت اللہ کی بڑی نعمت ہے، بلکہ سب سے بڑی نعمت ہے، انسان کا وجود ہی صحت سے ہے، اسلامی تعلیمات کے مطابق مضر صحت امور سے اجتناب کرنا چاہئے، جس میں زیادہ کھانا یا زیادہ سونا، یا کم کھانا یا کم سونا، یا حد سے زیادہ فارغ رہنا، غم اور ذہنی پریشانی کا شکار ہو جانا، یا اپنی آپ کو کسی بھی عمل میں اتنا منہمک کرنا جس میں جسم کی حرکت نہ ہو، جس سے موٹاپا آئے، راتوں کا جاگنا، دن کا سونا یہ سارے امور صحت کے لیے نقصان دہ اور وبال جان ہوتے ہیں، اس طرح کے امور سے اجتناب کر کے اپنے آپ کو منظم ومرتب کرے، سونے کے وقت سوئے، کھانے کے وقت کھائے، کام کے وقت کام کرے، ہلکی پھلکی ورزش، چہل قدمی، راتوں میں جاگنے سے اجتناب، دھوپ کا حاصل کرنا یہ سارے دراصل شرعی نقطہ نظر سے قابل التفات امور ہیں، ایک مومن توانا اور قوی تر ضعیف اور کمزور مومن کے مقابلہ میں زیادہ بہتر اور اچھا ہوتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ”جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہ شفایاب کرتا ہے“۔

اس سے معلوم ہوا کہ صحت بھی مطلوب ومقصود ہے، ایک حدیث میں فرمایا گیا: ”تمہارے بدن کا بھی تم پر حق ہے، اور تمہاری آنکھ کا بھی تم پر حق ہے“۔ (صحیح بخاری) ایک روایت میں فرمایا گیا: ”دو نعمتیں ایسی ہیں ان کے بارے میں بکثرت لوگ نقصان اور خسارے میں ہیں (یعنی ان سے کوئی ایسا کام نہیں لیتے جس سے دینی نفع ہو) ایک صحت اور دوسرے بے فکری۔ (صحیح بخاری) اس سے پتا چلا کہ زیادہ جاگنے اور بالکل بھوکے رہنے سے صحت خراب ہو جاتی ہے اور اس کا اثر انسان کے جسم پر پڑے گا اور وہ دوسرے فرائض کی ادائیگی کے قابل نہ رہے گا۔

صحت دنیا کی ان چند بیش قیمت نعمتوں میں شمار ہوتی ہے کہ جب تک یہ قائم ہے ہمیں اس کی قدر نہیں ہوتی، مگر جوں ہی یہ ہمارا ساتھ چھوڑ دیتی ہے، ہمیں فوراً احساس ہوتا ہے کہ یہ ہماری دیگر تمام نعمتوں سے کہیں زیادہ قیمتی تھی۔ جب ہم مختلف پیچیدہ امراض اور مہلک بیماریوں کو دیکھتے ہیں تو احساس ہوتا ہے کہ ہماری صحت اللہ تعالیٰ کا خصوصی کرم اور بہت بڑا احسان ہے، لیکن اس کے باوجود اکثر افراد اس نعمت عظمیٰ کی قدر نہیں کرتے، جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے پیش گوئی فرمائی: ”دو نعمتوں کے حوالے سے عموماً لوگ دھوکے میں مبتلا ہوتے ہیں: صحت اور فراغت“۔ (بخاری ومسلم)

ایک روایت میں ہے کہ ایک صحابیؓ نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ نمازوں کے بعد کیا دعا مانگوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگا کرو، دوبارہ سوال پر بھی یہی ارشاد فرمایا، اور تیسری دفعہ بھی فرمایا: اللہ تعالیٰ سے دنیا وآخرت میں عافیت مانگا کرو۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں (کے آنے) سے پہلے غنیمت سمجھو (اور ان سے دین کے کاموں میں مدد لو) جوانی کو بڑھاپے سے پہلے غنیمت سمجھو اور صحت کو بیماری سے پہلے، اور مالداری کو افلاس سے پہلے اور بے فکری کو پریشانی سے پہلے اور زندگی کو مرنے سے پہلے“ (المستدرک) اس سے معلوم ہوا کہ جوانی میں جو صحت وقوت ہوتی ہے وہ اور فراغت اور مالی گنجائش بڑی نعمتیں ہیں۔

رسالت مآب ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے بیماری اور دوا دونوں چیزیں اتاری ہیں اور ہر بیماری کے لیے دوا بھی بنائی، سو تم دوا کیا کرو اور حرام چیز سے دوا مت کرو''۔ (سنن ابوداود) اس سے پتا چلا کہ صحت بھی مطلوب و مقصود ہے، مضرِ صحت امور سے اجتناب کرنا چاہیے۔

انسان قوی ہو، طاقتور ہو، و مضبوط و توانا رہے، اس کے لیے کوشش کرنا اور اسباب اختیار کرنا بھی شرعاً مطلوب ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قوت والا مومن اللہ تعالیٰ کے نزدیک کم قوت والے مومن سے بہتر اور زیادہ پیارا ہے۔ جب قوت اللہ کے نزدیک پیاری چیز ہے تو اسے باقی رکھنا اور بڑھانا اور جو چیزیں قوت کو کم کرنے والی ہیں، ان سے احتیاط کرنا یہ سب مطلوب ہوگا، اس میں غذا بہت کم کر دینا، نیند کا بہت کم کرنا، ایسی چیز کھانا جس سے بیماری ہو جائے یا بد پرہیزی کرنا، جس سے بیماری بڑھ جائے اور قوت کمزور پڑ جائے، قوت کو باقی رکھنے کے لیے دوڑنا، پیادہ چلنے کی عادت ڈالنا، یہ سب صحت و تن درستی کے لیے ضروری ہے۔

خوراک اُس وقت مفید ثابت ہوتی ہے جب وہ اچھی طرح ہضم ہو جائے، اور غذا ہضم کرنے کے لیے محنت اور ورزش کی ضرورت ہے، اگر کوئی شخص ایسا ہو جس کا مشغلہ پڑھنا پڑھانا، یا اور کوئی ایسا پیشہ ہو جس میں اسے ورزش کا موقع نہیں ملتا اور وہ اسلامی فرائض و واجبات بہ طریقِ احسن ادا کرتا ہے، تب تو اسے ورزش کی اتنی ضرورت نہیں پڑتی، صبح سویرے اٹھنے، وضو، غسل کرنے، نماز پڑھنے، روزہ رکھنے، حج اور جہاد کے لیے جانے اور دیگر اسلامی احکام پر عمل پیرا ہونے سے اس کی یہ ضرورت خود بہ خود پوری ہو سکتی ہے۔ تاہم اسلام میں بعض مفید ورزشوں کا جواز بھی موجود ہے۔

نیند بھی حفظانِ صحت کے لیے ضروری ہے، ایک صحت مند انسان کے لیے دن رات میں آٹھ گھنٹے کی نیند ضروری ہوتی ہے، محنت اور دن بھر کام کاج کرنے سے جسمانی قوتیں تھک جاتی ہیں اور آرام کی طالب ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسانی زندگی کو دن، رات میں تقسیم کر کے اس فطری ضرورت کو پورا کیا ہے، ارشادِ خداوندی ہے: ''خدا ہی تو ہے جس نے تمہارے لیے رات بنائی کہ اس میں آرام کرو اور دن کو روشن بنایا (کہ اس میں کام کرو)۔'' (سورۃ المومن: 61) حضور اکرم ﷺ کا بتایا ہوا نیند کا طریقہ بالکل فطری ہے اور حفظانِ صحت کے لیے اس سے بہتر طریقہ اور کوئی نہیں ہو سکتا کہ جلد سویا جائے، باوضو سویا جائے، صبح جلد اٹھنے کی فکر کی جائے، دوپہر میں قیلولہ کیا جائے وغیرہ۔

حفظانِ صحت میں خوراک، ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے، متوازن خوراک اور معتدل غذا سے انسان کی صحت برقرار رہتی ہے، وہ مناسب طور پر نشوونما پاتا ہے اور محنت کی قابلیت بھی پیدا ہوتی ہے۔ اس بارے میں قرآن نے صرف تین جملوں میں طب قدیم اور طب جدید کو سمیٹ لیا ہے، ارشادِ خداوندی ہے: ''کھاؤ، پیو اور اس میں حد سے آگے نہ بڑھو۔'' (الاعراف: 31) یہ تینوں وہ مسلمہ اصول ہیں جن میں کسی کا بھی اختلاف نہیں، کھانا پینا زندگی کی بنیادی ضرورت ہے، اس کے بغیر انسان زندہ نہیں رہ سکتا، اور نہ اپنے فرائضِ منصبی سے بہ طریقِ احسن عہدہ برآ ہو سکتا ہے، البتہ اس میں اعتدال سے کام لینا صحت کے لیے ضروری ہے۔ نہ کھانے، یا ضرورت سے کم کھانے سے جسمِ انسانی بیمار پڑ جاتا ہے، جبکہ ضرورت سے زیادہ کھانے سے معدہ پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ پڑتا ہے اور معدے کی خرابی تمام امراض کی جڑ ہے۔

گھر اور ماحول کی صفائی اور مزاج کی نفاست پسندی کا بھی صحت میں بڑا دخل ہے۔ اسلام نے انسانوں سے یہی مطالبہ کیا ہے کہ ان کی پوری زندگی پاک و صاف ہونی چاہیے۔ ارشادِ ربانی ہے: ''اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو پسند کرتا ہے، جو توبہ کا رویہ اختیار کریں اور خوب پاکیزہ رہیں''۔ (سورۃ البقرۃ: ۲۲۲) ایک حدیث میں طہارت و نظافت پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''پاکی نصف ایمان ہے'' (صحیح مسلم: ۲۲۳) مزید اس جانب توجہ دلاتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ پاک و صاف ہے اور پاکی و صفائی سے محبت رکھتا ہے، کریم اور سخی ہے، کرم اور سخاوت کو پسند فرماتا ہے، اس لیے اپنے گھر بار، صحن (اور گلی کوچوں) کو صاف ستھرا رکھو'' (البزاز فی مسندہ)

اگر انسان اپنے آپ کو صحت مند اور توانا رکھنا چاہتا ہے تو اُسے رسالت مآب ﷺ کے بتائے ہوئے طریقوں کو اپنانا ہوگا: صبح جلدی اٹھنا، مسواک کرنا، جب بھوک لگے تب کھانا، پیٹ بھرنے سے قبل کھانا چھوڑ دینا (یعنی کہ بھوک رکھ کر کھانا)، سادہ غذا کا استعمال کرنا، صبح فجر کی نماز کے بعد واک کرنا، دوپہر کے کھانے کے بعد آرام کرنا، رات کے کھانے کے بعد چہل قدمی کرنا، کھانا کھانے سے قبل ہاتھوں کو دھونا، پانی کو تین سانسوں میں پینا، پانی بیٹھ کر پینا، دسترخوان بچھا کر کھانا کھانا، پلیٹ وغیرہ اچھی طرح صاف کرنا، کھانے کے بعد ہاتھوں کی انگلیوں کو چاٹنا، نشہ آور اور مضرِ صحت چیزوں سے اجتناب کرنا وغیرہ۔ غرض صحت مند رہنے کے بے شمار اصول

ہیں، مگر آج جدید سائنس نے یہ ثابت کیا ہے کہ صحت مند رہنے کے جو اصول اور طریقے رسول اللہ ﷺ نے بتائے ہیں وہ اصول اور طریقے قیامت تک آنے والے انسان کے لیے مشعلِ راہ ہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مسنون دعائیں

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ.

”میں پکارنے والے کی پکار کا جواب دیتا ہوں جب بھی وہ مجھے پکارتا ہے۔“

لہٰذا بندہ مومن کو ہر لمحہ اپنے رب کو پکارتے رہنا چاہیے اور کبھی بھی اسے فراموش نہیں کرنا چاہیے۔ اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ جو کام بھی کیا جائے اس کی دعا ضرور پڑھی جائے تاکہ یاد الٰہی بھی باقی رہے اور کام میں بھی خیر و برکت پیدا ہو۔ اس کے علاوہ صبح شام کے ازکار اور دیگر قرآنی دعاوں کا ہم ضرور اہتمام کرنے والے ہو۔

دعائیں:

زوال نعمت سے بچنے کی دعا:

اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ وَتَحَوُّلِ عَافِيَتِكَ وَفُجَاءَةِ نِقْمَتِكَ وَجَمِيْعِ سَخَطِكَ

ترجمہ: اے اللہ میں تیری پناہ میں آتا ہوں، تیری نعمت کے زوال (چھن جانے سے)، تیری دی ہوئی عافیت کے ختم ہو جانے سے، تیرے اچانک انتقام سے، اور تیری ہر طرح کی ناراضگی سے۔ (صحیح مسلم: جلد سوم: حدیث نمبر 2442)

حصول ہدایت و تقوی کی دعا:

ایک بہت ہی پیاری دعا سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرماتے تھے۔۔!

اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْهُدَى وَالتُّقَى وَالْعَفَافَ وَالْغِنَى

ترجمہ: اے اللہ میں تجھ سے ہدایت تقوی پاکدامنی و رغنا مانگتا ہوں۔ (صحیح مسلم: جلد سوم: حدیث نمبر 2403)

سونے سے پہلے کی دعا:

سونے سے قبل نبی کریم ﷺ سے بہت سی دعائیں ثابت ہیں۔ جو بہت ہی عظیم معنی اور مفہوم پر مشتمل ہیں۔ ان میں توحید کی تمام قسموں کا ذکر ہے، اللہ کی حمد و ثنا بیان کی گئی ہے، اس کے سامنے بندے کی محتاجی کا اظہار ہے، ان میں اللہ سے مغفرت، توبہ اور آخرت کے عذاب سے نجات کا سوال کیا گیا ہے۔ ان میں نفس اور شیطان کے شر سے اللہ کی پناہ طلب کی گئی ہے۔ لہٰذا سونے سے قبل جتنی دعائیں ممکن ہو پڑھ لینا چاہیے۔

یہ دعائیں دو قسم کی ہیں: (۱) کچھ تو قرآنی آیات اور سورتیں ہیں۔ (۲) اور کچھ عام مسنون دعائیں ہیں۔

پہلی قسم:

قرآنی آیات اور سورتیں۔ آیۃ الکرسی: اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ. جو شخص سوتے وقت آیۃ الکرسی پڑھ لے تو اللہ تعالی کی جانب سے اس پر ایک نگہبان

مقرر ہوتا ہے جو اس کی حفاظت کرتا رہتا ہے اور شیطان اس کے قریب تک نہیں آتا" (بخاری)

سورہ بقرہ کی آخری دو آیتیں پڑھے: (آمن الرسول سے آخر تک) (البقرۃ: ۲۸۵-۲۸۶) "جو شخص رات میں ان دونوں آیتوں کو پڑھ لے تو یہ اس کے لیے (ہر شر سے بچنے کے لئے) کافی ہیں"۔ (بخاری) (یعنی شیطان اور دیگر آفات سے بچنے کے لیے کافی ہے نیز تہجد سے بھی کفایت کرجاتے ہیں) (شرح مسلم نووی)

سورہ سجدہ اور سورہ تبارک پڑھے۔ (بخاری فی الادب المفرد:)۔

سورہ کافرون پڑھے: اس لیے کہ اس میں شرک سے براءت کا اعلان ہے۔ (ابوداود)

سورہ اخلاص اور معوذتین (یعنی قرآن کی آخری تین سورتیں) پڑھے: اپنے دونوں ہاتھوں کو جما کر ان میں پھونک دے اور ان سورتوں کو پڑھے، پھر جہاں تک ممکن ہو اپنے سارے بدن پر پھیر لے: پہلے اپنے چہرے، سر اور بدن کے اگلے حصہ پر (پھر بدن کے دیگر حصہ پر) پھیر لے، اس طرح تینوں سورتیں تین بار پڑھے اور تینوں بار بدن پر پھیر لے (بخاری، مسلم)۔

حضرت براء بن عازبؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں تمہیں ایسے کلمات سکھاتا ہوں جو اگر تم سوتے وقت پڑھ لو تو اگر رات کو مر جاؤ گے تو فطرت اسلام پر مرو گے اور اگر صبح ہو گی تو وہ بھی خیر پر ہو گی۔

سیرت کوئز

جوابات

1- حضرت فاطمہ بنت عمر مخزومیہ

2- حضرت وہب

3- حضرت برہ بنت عبدالعزی

4- حضرت قاسم، حضرت عبداللہ اور حضرت ابراہیم

5- حضرت زینب رضی اللہ تعالی عنہا، حضرت رقیہ رضی اللہ تعالی عنہا، حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالی عنہا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا

6- ابوجہل نے

7- حضرت ابوطالب کی وفات، حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالی عنہا کی وفات اور واقعہ معراج

8- سولہ یا سترہ ماہ

9- سن 2 ہجری

10- تئیس (23)

11- تینتالیس (43)

12- سن 9 ہجری

13- حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ

14- حضرت اسماعیل علیہ السلام اور آپ صہ کے والد حضرت عبداللہ سے نسبت کی وجہ سے (ان دونوں کو قربانی کے لئے پیش کیا گیا تھا)

15- عبداللہ بن اریقط

16- محدثین کی اصطلاح میں انہیں ارہاصات کہا جاتا ہے۔

17- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے 571 سال بعد

18- بحیرا راہب

19- نسطورا راہب

20- حضرت ابوطالب نے

21- چار مرتبہ (1• بچپن میں، 2• قرب جوانی میں، 3• نبوت ملنے سے قبل 4• سفر معراج سے قبل)

22- حضرت زینب بنت جحش رضہ

23- سہل اور سہیل نامی دو یتیم بچوں سے

24- حضرت ابوذر غفاری، حضرت ابوسعید خدری اور حضرت سلیمان فارسی رضی اللہ عنہم

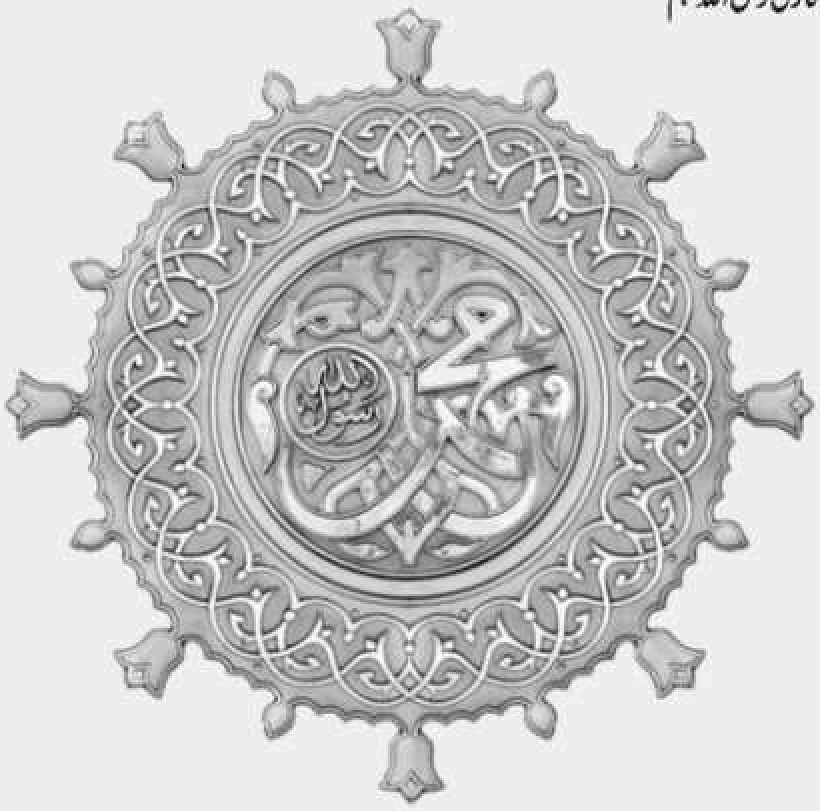

25- یکم ہجری میں

26- سورۃ العلق کی ابتدائی پانچ آیات

27- سورہ مزمل کی ابتدائی پانچ آیات

28- گیارہ مرد اور چار عورتیں

29- حضرت حمزہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہم

30- بارہ چچا اور چھ پھوپھیاں

31- پانچ نواسے اور تین نواسیاں

32- دو سال

33- جنوں کی جماعت نے۔

34- سات ماہ

35- حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالی عنہ

36- طول 60 گز اور عرض 54 گز

37- بی بی سودہ رضی اللہ تعالی عنہا اور بی بی عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کے (اس وقت یہ دونوں ہی نکاح میں تھیں)

38- حارثہ بن نعمان انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

39- ازواج مطہرات کے حجرے بنائے گئے۔

40- 54 سال

41- حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو۔

42- حضرت ام حبیبہ رضہ کا (چار ہزار درہم)

43- حضرت جبرائیل علیہ السلام نے۔

44- 35 سال

45- آپ ﷺ کے چچا ابولہب نے

46- دارارقم میں (حضرت ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گھر)

47- واقعہ اسراء

48- 53 سال

49- دارالندوۃ

50- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

51- حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے۔

52- حضرت ابودجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو

53- دس ہزار

54- سہیل بن عمرو

55- حضرت علی کرم اللہ وجہہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔

56- فتح مبین

57- دس ہزار صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین

58- سن 9 ہجری میں

59- اللھم بالرفیق الاعلیٰ

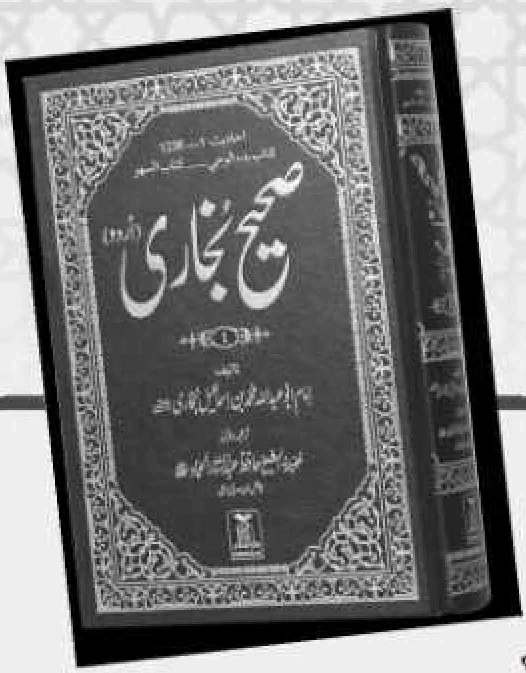

درس بعنوان سیرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکات

مجوزہ نکات برائے تیاری پروگرام 12 ربیع الاول:

1. اسلامی دعوت کا مدعا

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیش نظر تبدیلی کا دائرہ اور کام کا پیمانہ کیا تھا؟

نظام میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوئی جزوی اصلاح چاہتے تھے یا ہر دائرے میں اصلاح مطلوب تھی؟

دعوت مذہبی اور اخلاقی اصلاح تھی یا سیاسی اہمیت بھی رکھتی تھی؟

تشریح از آیات بطور حوالہ: 1۔سورہ الحدید۔25 آیت 2۔سورہ الصف۔آیت 9

2. دعوت کی توسیع پورے شعور کے ساتھ:

حاوی نظام کی پہچان — جاہلی قیادت کی شناخت — تاریخ پر نظر

حالات وواقعات کا علم — اپنے وسائل وقوت اور حریفوں کے وسائل وقوت کا تقابل

بہترین وقت کا استعمال — بروقت اقدام

3. دعوت کی توسیع میں تدریج:

مکی دور:

خاندان سے آغاز — دعوت قبول کرنے والوں کی شناخت — زندگی کے ہر موقع پر دعوت۔

عکاظ — صبر — صلہ رحمی

مدنی دور:

انصار، اہل مدینہ، یہود ونصاریٰ — اردگرد کے قبائل سے معاہدات — بڑی سلطنتوں کو خطوط ودعوت

حسن سلوک — دعوت قبول کرنے والوں کی تربیت

4. فکری دور

ایمان باللہ۔ایمان بالاخرت — عملی نمونہ — مدنی دور

معاشی،معاشرتی،اخلاقی تعلیمات — نئے معاشرے کی تشکیل اور اس ذریعے سے افراد کار کی تربیت

5. محسن انسانیت کا برپا کردہ انقلاب

محبت و خیر خواہی — انسانیت سے محبت و رحم دلی — معاشی قربانی، وسعت قلبی

بے لوث خدمت — مال سے بے اعتنائی اور فقر کی روش — تمام احوال پر واقعات کی گواہی

6. نبی کریم ﷺ کی خانگی زندگی، معمولات

شخصیت، غلاموں سے رویہ — نمونہ آپ ﷺ کا اسوہ

7. بارہ ربیع الاول کا پیغام

جائزہ - اپنے کردار کا — دعوت کے لئے تڑپ کا — غلبہ دین کے لئے کوششوں کا

باطل کی یلغار میں ساتھ دینے والے - وکیل - روکنے والے — حالات سے آگاہی کی صورت حال

ردعمل کا درجہ — مصروفیت کا دائرہ۔ اقسام

8. کیا کریں ؟؟؟

سیرت سے ہم آہنگی اختیار کریں۔ — سیرت کے پیغام کو سمجھیں۔ — سیرت کا مطالعہ کریں۔

اس پیغام کو لے کر اٹھیں۔

مدرسات کو مطالعہ سیرت کے درج ذیل مقاصد پیش نظر رکھنا چاہئے۔

- اسلامی تحریک کی جدوجہد کے مراحل کا فہم اسوہ کامل کے تناظر میں سامنے رکھیں، نیز اس جدوجہد میں نوجوانوں اور خواتین کے لحاظ سے نبی کریم ﷺ کی حکمت عملی اجاگر کی جائے۔
- معرفت الٰہی اور معرفت رسول ﷺ کے ذریعے حب خدا اور سول پروان چڑھایا جائے۔
- موجودہ دور کے درپیش چیلنجز کا مقابلہ سیرت کی روشنی میں کرنے کی صلاحیت کو ابھارہ جائے۔
- سیرت کو کردار سازی اور قائدانہ صلاحیت کی نشوونما کا ذریعہ بنایا جائے۔
- شریعہ کے اصول وضوابط کو باعث رحمت ونجات جانتے ہوئے سائنٹیفک بنیادوں سے منسلک کیا جائے۔
- نبی ﷺ کے مشن کو امت محمد کے مقصد وجود کے طور پر پورے پروگرام میں غالب رکھا جائے۔

میری ذات اسوہ رسول اللہ ﷺ کے آئینے میں

رسولِ کائنات، فخرِ موجودات نبی مہربان ﷺ کو خالق ارض وسماء نے نسلِ انسانی کے لیے نمونہ کاملہ اور اسوہ حسنہ بنایا ہے اور آپ ﷺ کے طریقہ کو فطری طریقہ قرار دیا ہے۔ محسن انسانیت کے معمولات زندگی ہی قیامت تک کے لیے شعار و معیار ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سیرۃ النبی ﷺ کا ہر گوشہ تابناک اور ہر پہلو روشن ہے۔ اور اگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہماری زندگی بھی مثالی اور اسی طرح روشن ہو تو ہمیں اپنی ذات کو نبی کریم ﷺ کے اسوہ کے آئینہ میں پرکھنا ہوگا۔ ذیل میں چند نکات دیئے گئے ہیں۔ اس کے مطابق اسکورنگ کر کے آپ خود اپنا جائزہ لیں کہ آپ نے اپنے آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے مطابق کتنا ڈھال لیا ہے؟

سیلف اسکورنگ　　کل اسکور 40　　حاصل کردہ ________

اکثر ____ 2　　کبھی کبھار ____ 1　　بالکل نہیں ____ 0

☆ میں اپنی عبادات کو بہتر بنانے کے لیے ان باتوں کا اہتمام کرتی ہوں

نماز کو سمجھ کر ادا کرنا اور رب کے دربار میں کھڑے ہونے کا احساس

روزانہ استغفار اور مسنون دعائیں مانگنا

اکثر۔　　کبھی کبھار۔　　بالکل نہیں

☆ آپ ﷺ کے اخلاق حسنہ میں نمایاں ترین وصف نرمی و حلم ہے۔

میں اپنے گھر والوں اور جملہ رشتوں کے ساتھ نرمی اور عفو سے کام لیتی ہوں

اکثر۔　　کبھی کبھار۔　　بالکل نہیں

☆ کیا میرے اندر عاجزی وانکساری کی مسنون صفت ہے اور کیا میں فخر و غرور سے بچنے کی کوشش کرتی ہوں؟

اکثر۔　　کبھی کبھار۔　　بالکل نہیں

☆ میں اپنے ماتحت لوگوں (رعیت) مثلاً بچوں اور ملازمین کے ساتھ غلطیوں سے چشم پوشی کرتی ہوں۔

اکثر۔　　کبھی کبھار۔　　بالکل نہیں

☆ میں اپنے گھر کے ماحول کو مسنون طرز پر ڈھالنے کے لیے یہ کوششیں کرتی ہوں:

صبح کی بیداری (سحر خیزی)۔ دستر خوان پر ساتھ مل بیٹھ کر کھانا۔ رات کو جلدی سونا۔

اکثر۔ کبھی کبھار۔ بالکل نہیں

☆ میں اپنی زبان اور ہاتھ سے تکلیف دینے سے گریز کرتی ہوں

اکثر۔ کبھی کبھار۔ بالکل نہیں

☆ میں معاف کرنے اور سلام کرنے میں پہل کرتی ہوں

اکثر۔ کبھی کبھار۔ بالکل نہیں

☆ دو لوگوں یا دو خاندانوں میں جھگڑے کی صورت میں صلح جوئی کرتی ہوں

اکثر۔ کبھی کبھار۔ بالکل نہیں

☆ میں ان اخلاقی برائیوں سے حتی المقدور بچنے کی کوشش کرتی ہوں

جھوٹ غیبت بدگمانی۔ تجسس۔ بحث و مباحثہ۔ ضرورت سے زیادہ گفتگو۔

اکثر۔ کبھی کبھار۔ بالکل نہیں

☆ دنیا کی کسی آسائش یا نعمت سے دستبردار ہو کر اپنے اندر سادگی پیدا کرنے کی کوشش کرتی ہوں

اکثر۔ کبھی کبھار۔ بالکل نہیں

☆ میں رازوں کی حفاظت اور سچ کی گواہی دینے سے گریز نہیں کرتی

اکثر۔ کبھی کبھار۔ بالکل نہیں

☆ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ کی سب سے بڑی سنت۔۔۔۔(دین کی تبلیغ اور دین کا قیام)

جس کے لیے انہوں نے آخری سانس بھی وقف کر دی اس کو اپنانے کے لیے میں اپنا کردار ادا کرنے کے لیے فکر مند ہوں

20 تا 30 فیصد۔ 50 فیصد۔ 70 فیصد۔ 95 فیصد۔

☆ میرا وقت، میری صلاحیت، میرا مال، میری اولاد اور تمام نعمتیں جو مجھے عطا کی گئیں،

سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں ان کو امانت سمجھ کر استعمال کرتی ہوں

اکثر۔ کبھی کبھار۔ بالکل نہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اندازِ تعلیم و تربیت

ڈاکٹر شرف الدین ساحل

اللہ تعالیٰ کے اپنے بندوں پر بے شمار احسانات ہیں۔ اس نے اس ارض کائنات میں ایک آبرومندانہ زندگی گزارنے کے لیے انسانوں کو لاتعداد نعمتیں عطا کیں۔ تا کہ وہ اس عارضی و فانی دنیا میں امن وسکون سے زندگی گزار سکیں۔ لیکن انسان اس کی رنگ رلیوں میں غرق ہو کر ہمیشہ اپنے پیدا کرنے والے کو بھولتا رہا۔ ایسے عالم میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر ایک عظیم احسان یہ بھی کیا کہ ان کو گمراہی سے بچانے کے لیے کتاب اور صحیفے نازل کرتا رہا اور درس و تدریس کے ذریعے ان کو سمجھانے کے لیے رسول بھی بھیجتا رہا تا کہ لوگ اپنا فراموش کردہ حقیقی سبق یاد کر سکیں، ہدایت یافتہ ہو سکیں اور ظلمت سے روشنی کی طرف آسکیں۔

قرآن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا تذکرہ کرتے ہوئے دو جگہ سورہ آل عمران کی آیت نمبر ۱۶۴ اور سورہ جمعہ کی آیت نمبر ۲ میں انھی الفاظ کا اعادہ کیا گیا ہے، جو الفاظ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا میں موجود ہیں۔ یہ اس حقیقت کی شہادت دیتے ہیں کہ آپ ﷺ کی بعثت میں دعائے ابراہیمی شامل ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی کہا کرتے تھے کہ ''میں ابراہیم کی دعا ہوں'' سورہ آل عمران کی مذکورہ آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

ترجمہ۔۔ بلاشبہ یہ اللہ کا مومنوں پر بڑا ہی احسان تھا کہ اس نے ایک رسول ان میں بھیج دیا جو انھی میں سے ہے۔ وہ اللہ کی آیتیں سناتا ہے۔ ہر طرح کی برائیوں سے پاک کرتا ہے اور کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے۔ اس نے ہدایت کی راہ ان پر کھول دی، حالاں کہ اس سے پہلے وہ گمراہی میں مبتلا تھے۔

اس حقیقت کو اس طرح منکشف کیا گیا ہے:

(ترجمہ) وہی ہے جس نے اَن پڑھ لوگوں میں انہی میں سے ایک (باعظمت) رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو بھیجا وہ اُن پر اُس کی آیتیں پڑھ کر سناتے ہیں اور اُن (کے ظاہر و باطن) کو پاک کرتے ہیں اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتے ہیں، بیشک وہ لوگ اِن (کے تشریف لانے) سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔ (سورہ الجمعہ: ۲)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم و تربیت کی افادیت و اہمیت کو واضح کرتے ہوئے تقریباً یہی الفاظ دہرائے گئے ہیں:

ترجمہ) جیسا کہ ہم نے تم میں ایک رسول تم ہی میں سے بھیجا جو تم پر ہماری آیتیں پڑھتا ہے اور تمہیں پاک کرتا ہے اور تمہیں کتاب اور دانائی سکھاتا ہے اور تمہیں سکھاتا ہے جو تم نہیں جانتے تھے۔ (سورہ البقرہ: ۱۵۱)

یہ اس طرح کی بات ہوئی جیسے یہ کہ ہم نے تم میں سے ایک شخص کو اپنی رسالت کے لیے چن لیا۔ وہ ہماری آیتیں تمھیں سناتا ہے، اپنی پیغمبرانہ تربیت سے تمھارے دلوں کو صاف کرتا ہے، کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے اور وہ باتیں سکھلاتا ہے جن سے تم یکسر نا آشنا تھے۔

ان آیات بینات سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اندازِ تعلیم و تربیت صاف ظاہر ہے۔ آپ ﷺ امت کے سامنے کلامِ الٰہی کی تلاوت فرماتے، اس کی شرح و ترجمانی فرماتے، امت کو حکمت و دانائی سے تلقین کرتے، احکام و مسائل اور آداب و اخلاق سکھاتے، ظاہری نجاستوں سے پاک کرتے اور باطن کو کفر و شرک، فاسد اعتقادات، تکبر و حسد بغض اور حب دنیا وغیرہ سے منزہ و مصفا کرتے۔ گویا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت معلم اعظم کی بھی تھی اور مصلح اعظم کی بھی۔ اس

سچائی کو آپ ﷺ نے مشکوٰۃ کی ایک حدیث میں خود بیان کیا ہے: 'مجھے معلم بنا کر بھیجا گیا ہے۔' موطا امام مالک کی ایک دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا: 'مجھے اس لیے بھیجا گیا ہے تاکہ اخلاقی اچھائیوں کو تمام و کمال تک پہنچاؤں۔' آپ ﷺ کی تعلیم و تربیت وحی الٰہی کے عین مطابق اور حکم الٰہی کے دائرے میں تھی۔ توحید، رسالت، آخرت، خلافتِ ارض، اخوت و مساوات، وحدتِ بنی آدم، آزادی، عقیدہ اور کائنات پر غور و فکر اس کے موضوعات تھے۔ آپ ﷺ پوری ذمے داری، لگن، محنت اور انہماک کے ساتھ اپنے فرائض کو انجام دیتے۔ آپ ﷺ کی سیرت گواہ ہے کہ اپنے حقیقی مشن کی تکمیل کے لیے آپ ﷺ نے ایک لمحہ بھی ضائع نہیں کیا اور تعلیم و تربیت کے انتہائی پتماری کے اس فرض کو بہ خوبی انجام دیتے رہے۔ حالاں کہ اس راہ میں آپ ﷺ کو شدید ترین مشکلات و مصائب کا سامنا کرنا۔ اس کام میں آپ ﷺ کے استغراق و انہماک کا یہ عالم تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کی اس حالت کو دیکھ کر خود ارشاد فرماتا ہے: لعلک باخع نفسک 'شاید آپ اپنے کو ان کے پیچھے ہلاک کر دیں گے۔' اس سلسلے کی مشہور کتاب 'فنِ تعلیم و تربیت' کے مصنف جناب افضل حسین کے مطابق آپ ﷺ کا طریقۂ تعلیم و تربیت، گفتگو، سوال جواب، اطلاعات اور خطابت پر مشتمل تھا جس کو موجودہ اصولِ تعلیم کی انگریزی اصطلاح میں اس طرح مماثلت دی جاسکتی ہے

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم و تربیت کے ان طریقوں سے سیرت اور احادیث کی تمام کتابیں آراستہ ہیں۔ آپ ﷺ اپنے متعلمین کو جو کچھ بتانا چاہتے تھے اس کا بنیادی مقصد آپ ﷺ کے دل و دماغ میں متعین تھا۔ آپ ﷺ کسی بھی حالت میں ہوتے، جلوت میں، خلوت میں، گھر میں، مسجد میں یا میدانِ جنگ میں، تعلیم و تربیت کے فطری مواقع ہاتھ آتے ہی ان سے پورا فائدہ اٹھاتے تھے اور باتوں باتوں میں ضروری معلومات بہم پہنچا دیا کرتے تھے۔ حضرت ابوذر غفاریؓ کا بیان ہے کہ میں ایک روز ایک مسلمان کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ ان کا رنگ کالا تھا اس لیے میں نے انھیں یا ابن الاسود (اے کالے رنگ والے) کہہ کر خطاب کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا تو سخت ناگواری کا اظہار کیا اور فرمایا: طف الصاع، طف الصاع 'پیمانہ پورا بھر، پیمانہ پورا بھر' یعنی سب کو ایک ہی پیمانے سے دے۔ ایسا نہ کرو کہ کسی کو اچھے الفاظ سے خطاب کرو اور کسی کو برے الفاظ سے۔ انسان کے ساتھ امتیاز نہ کرو۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا:
لیس لابن البیضاء علی ابن السوداء فضل 'کسی گورے کو کسی کالے پر کوئی فضیلت نہیں۔

فتح مکہ کے موقعے پر آپ ﷺ نے حضرت بلال حبشیؓ کو اذان کا حکم دیا تو قریش مکہ میں سے ایک نے کہا: اللہ کا شکر ہے میرے والد یہ روزِ بد دیکھنے سے پہلے وفات پا گئے۔ حارث بن ہشام نے کہا کہ کیا محمد ﷺ کو اس کالے کے سوا کوئی آدمی نہ ملا۔ اس گفتگو کی آپ ﷺ کو خبر ہوئی تو طواف سے فارغ ہو کر آپ ﷺ نے خطبہ دیا۔ جس میں یہ بھی فرمایا: یا معشر قریش ان اللّٰہ قد اذہب عنکم نخوۃ الجاھلیہ و تعظمھا بالاباء۔ الناس من ادم من تراب 'اے قوم قریش! اب جاہلیت کا غرور اور نسب کا افتخار خدا نے مٹا دیا۔ تمام لوگ آدم کی نسل سے ہیں اور آدم مٹی سے بنے ہیں۔

ایک روز آپ ﷺ نے ایک مالدار مسلمان کو دیکھا کہ وہ اپنے پاس بیٹھے ایک غریب مسلمان سے بچنے کی کوشش کر رہا ہے اور اپنے کپڑے سمیٹ رہا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اخشیت ان یعدوا الیک فقرہ 'کیا یہ ڈر ہے کہ اس کی غریبی تم کو لپٹ جائے گی؟' ایک یہودی نے اپنے قرض کا مطالبہ آپ ﷺ کے کندھے کی چادر اتار کر اور کرتا پکڑ کر قبل از وقت سختی سے کیا۔ اس وقت حضرت عمر فاروقؓ آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔ اس بدتمیزی پر انھیں غصہ آ گیا۔ انھوں نے یہودی کو ڈانٹا۔ قریب تھا کہ اسے مارتے۔ آپ ﷺ نے انھیں مسکراتے ہوئے روکا اور فرمایا: عمر! میں اور یہ یہودی تم سے ایک اور برتاؤ کے زیادہ ضرورت مند تھے۔ مجھ سے تم بہتر ادائی کے لیے کہتے اور اس سے بہتر تقاضے کے لیے۔ پھر فرمایا کہ جاؤ فلاں شخص سے کھجوریں لے کر اس کا قرض ادا کر دو اور بیس صاع زیادہ دینا کیوں کہ تم نے اس کو ڈانٹا ہے۔

کسی بیمار کی تیمارداری کو جاتے تو ناامیدی سے دور رہنے کی ترغیب دیتے اور فرماتے: تداروعباداللّٰہ فان اللّٰہ لم یضع داء الا وضع لہ دواء غیر داء واحدالالہرم 'اے اللہ کے بندو علاج کرو کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے بڑھاپے کے علاوہ ہر مرض کی دوا پیدا فرمائی ہے۔

نبی کریم ﷺ اکثر کوئی سوال کر کے پہلے اپنے متعلمین کو اپنی طرف متوجہ کرتے اور ان کے تجسس کو ابھارتے پھر ان کے سامنے اپنی بات پیش کرتے۔ کبھی کچھ کہنا ہوتا تو اسے سوالات کی شکل میں رکھتے اور پھر صحیح جواب ارشاد فرماتے اور دوسروں کو بھی آزادی سے پوچھنے کا موقع دیتے۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک جوان کے پاس اس وقت کے آخری وقت میں جب کہ وہ اس دنیا سے رخصت ہو رہا تھا، تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے اس سے دریافت فرمایا: اس وقت تم اپنے آپ کو کس حال میں پاتے ہو؟ اس نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میرا حال یہ ہے کہ میں اللہ تعالیٰ سے رحمت کی امید بھی رکھتا ہوں اور اسی کے ساتھ مجھے اپنے گناہوں کی سزا اور عذاب کا ڈر بھی ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یقین کرو جس کے دل میں امید اور خوف کی یہ دونوں کیفیتیں ایسے عالم میں (موت کے وقت میں) جمع ہوں تو اللہ تعالیٰ اس کو وہ ضرور عطا فرمائیں گے جس کی اس کو اللہ کی رحمت سے امید ہے اور اس عذاب سے ضرور محفوظ رکھیں گے جس کا اس کے دل میں خوف ہے۔ (جامع ترمذی)

صحیح مسلم میں حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر بکری کے ایک مردہ بچے پر ہوا جو راستے میں مرا پڑا تھا۔ اس وقت آپ ﷺ کے ساتھ جو لوگ تھے ان سے آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی اس مرے ہوئے بچے کو صرف ایک درہم میں خریدنا پسند کرے گا؟ عرض کیا: ہم تو اس کو کسی قیمت پر بھی خریدنا پسند نہیں کریں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے خدا کی کہ دنیا اللہ کے نزدیک اس سے زیادہ ذلیل اور بے قیمت ہے جتنا ذلیل اور بے قیمت تمہارے نزدیک یہ مرا ہوا بچہ ہے۔

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی سلسلے میں کچھ معلومات دینا ہوتا تو اطلاعی اندازِ بیان اختیار کرتے۔ اس سلسلے میں اختصار کو ملحوظ رکھتے۔ اس کو واضح کرنے کے لیے برمحل تشبیہات و تمثیلات سے بھی کام لیتے اور اس کی ایسی موثر لفظی تصویر کھینچتے کہ حقائق آنکھوں کے سامنے آجاتے۔ مثلاً آخرت کے مقابلے میں دنیا کی حقیقت کو واضح کرتے ہوئے کہتے ہیں: دنیا کی مثال آخرت کے مقابلے میں بس ایسی ہے جیسے کہ تم میں سے کوئی اپنی ایک انگلی دریا میں ڈال کر نکال لے اور پھر دیکھے کہ پانی کی کتنی مقدار اس میں لگ کر آئی ہے۔ (مسلم) جو شخص دنیا دار ہوتا ہے وہ گناہوں سے نہیں بچ سکتا۔ اس حقیقت کو واضح کرنے کے لیے فرماتے ہیں: کیا کوئی شخص ایسا ہے کہ پانی پر چلے اور اس کے پاؤں نہ بھیگیں؟ عرض کیا گیا: حضرت ﷺ ایسا نہیں ہوسکتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اسی طرح دنیا دار گناہوں سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔

مکان کو صاف ستھرا رکھنے کے سلسلے میں فرمایا: اپنے مکان کو صاف ستھرا رکھو اور یہودیوں کی طرح نہ ہوجاؤ (بخاری) جسم کی طہارت صحت و تندرستی کی ضامن ہے۔ اس کی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا: تمھارے جسم کا بھی تمھارے اوپر حق ہے (مسلم) اسی طرح طبی تعلیم کے حصول کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا: 'اللہ تعالیٰ نے ایسی کوئی بیماری پیدا نہیں کی جس کا علاج ممکن نہ ہو۔ البتہ اس کو کچھ لوگوں نے سیکھا اور کچھ لوگوں نے نہیں سیکھا۔' (ابن ماجہ و نسائی)

آپ کا اندازِ بیان عموماً خطیبانہ، جوشیلا اور موثر ہوتا۔ آپ اجتماعی تعلیم و تربیت کے وقت اسی طریقے سے کام لیتے۔ جب آپ خطبہ دیتے تو مجلس میں سناٹا چھا جاتا۔ یہاں صرف ایک خطبے کا ذکر کیا جاتا ہے، جسے آپ نے فتح مکہ کے بعد غنائم کی تقسیم کے موقعے پر انصار کے نوجوانوں کے رنج و غم کی خبر سن کر تمام انصاری کو ایک چرمی خیمے میں جمع کر کے دیا تھا۔ یہ خطبہ بے انتہا جوشیلا، موثر اور فصاحت و بلاغت میں بے نظیر ہے۔ آپ نے فرمایا: 'اے گروہ انصار! کیا یہ سچ نہیں کہ پہلے تم گمراہ تھے، خدا نے میرے ذریعے تم کو ہدایت دی، تم منتشر تھے، خدا نے میرے ذریعے تم میں اتفاق پیدا کیا۔ تم مفلس تھے، خدا نے میرے ذریعے تم کو دولت مند کیا۔'

آپ ﷺ کے ہر فقرے پر انصار کہتے جاتے تھے کہ خدا اور رسول کا احسان سب سے بڑھ کر ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ نہیں تم یہ جواب دو کہ اے محمد ﷺ تجھ کو جب لوگوں نے جھٹلایا تو ہم نے تیری تصدیق کی۔ تجھ کو جب لوگوں نے چھوڑ دیا تو ہم نے پناہ دی۔ تو مفلس آیا تھا، ہم نے ہر طرح سے مدد کی، یہ کہہ کر

آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم یہ جواب دیتے جاؤ اور میں یہ کہتا جاؤں گا کہ تم سچ کہتے ہو لیکن اے انصار کیا تم کو یہ پسند نہیں کہ لوگ اونٹ اور بکریاں لے کر جائیں اور تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر اپنے گھر جاؤ'' اس خطبے کو سن کر انصار بے اختیار چیخ اٹھے کہ ہم کو صرف محمد ﷺ درکار ہیں۔ اکثروں کا یہ حال تھا کہ روتے روتے داڑھیاں تر ہوگئیں۔

تعلیم وتربیت کے عمل میں معلم کی شخصیت اور اس کی سیرت اہم اور بنیادی کردار ادا کرتی ہے۔ ماہرین تعلیم اس بات پر متفق ہیں کہ متعلم شعوری یا غیر شعوری طور پر معلم سے متاثر ہوتا ہے اور یہ تاثر اس قدر گہرا ہوتا ہے کہ اسے متعلم کی زندگی میں محسوس کیا جاسکتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت و شخصیت جامع و اکمل تھی۔ وہ تمام اخلاقی خوبیوں اور اچھائیوں کا مجموعہ تھی۔ آپ ﷺ کی شخصیت اس قدر دلکش اور محبوب تھی کہ آپ ﷺ کو جو بھی دیکھتا فوراً متاثر ہوجاتا۔ آپ کے شخصی رعب کا یہ حال تھا کہ حضرت علیؓ کے قول کے مطابق جو آپ ﷺ کو دیکھتا مرعوب ہوجاتا، جو آپ ﷺ کے ساتھ بیٹھتا وہ آپ ﷺ سے محبت کرنے لگتا۔ حضرت جابر بن سمرہؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سرخ چادر اوڑھ کر چاندنی رات میں سو رہے تھے۔ میں کبھی چاند کو دیکھتا اور کبھی آپ ﷺ کو۔ بالآخر میں نے یہی فیصلہ کیا کہ آپ ﷺ چاند سے زیادہ خوشنما ہیں۔

آپ ﷺ بے انتہا نرم و شیریں گفتار تھے۔ آواز نہ بہت بلند تھی نہ پست بلکہ متوازی تھی جو کانوں کو بہت خوشگوار لگتی تھی، اس میں فطری بے ساختہ پن تھا، تکلف و تصنع بالکل نہیں تھا۔ آپ ﷺ آواز میں حسب ضرورت اتار چڑھاؤ بھی لاتے تھے، بولتے وقت جملے بالکل صاف اور واضح ادا کرتے تھے، مخارج و تلفظ کی ادائی کا بہت خیال رکھتے تھے۔ اس میں فصاحت و بلاغت کا بہت خیال رکھتے تھے۔ کوئی بھی بات اختصار لیکن جامعیت کے ساتھ فرماتے تھے۔ مثلاً یہ چند حدیثیں دیکھیے جو اپنے مفہوم کے اعتبار سے ضرب المثل کی حیثیت اختیار کرچکی ہیں:

حیا ایمان کا جز ہے۔

دانائی کی بات مومن کا گم شدہ مال ہے۔

بعض شعر حکمت ہوتے ہیں اور بعض باتیں جادو

تم میں سب سے بہتر شخص وہ ہے جو اپنی بیوی کے ساتھ بہتر سلوک کرتا ہے۔

اعمال نیتوں کے ساتھ ہوتے ہیں

ہر شخص کو اس کی نیت کے مطابق پھل ملتا ہے

یہ اور اس قسم کی سیکڑوں حدیثیں آپ ﷺ کی فصاحت و بلاغت اور اختصار گوئی کا درخشاں نمونہ ہیں۔ آپ ﷺ کی حیرت انگیز کامیابی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس ذات میں سچائی، معاملہ فہمی، حسنِ سلوک، جذبہ، قربانی، صبر، شکر، عفوودرگزر، قناعت، توکل اور تحمل حددرجہ پایا جاتا تھا۔ آپ ﷺ کی شخصیت ذکاوتِ احساس، قوتِ برداشت، قوتِ فیصلہ اور قوتِ عمل سے مزین تھی۔

آپ ﷺ نے خوشی کی راہ کو چھوڑ کر غم کی راہ اختیار کی تھی حالاں کہ آرام کی زندگی گزارنے کے امکانات آپ ﷺ کے لیے پوری طرح کھلے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ اس قدر عبادت کرتے کہ پاؤں مبارک پر ورم آجاتے، پڑوسیوں کا حددرجہ خیال رکھتے اور ان کی خبرگیری کرتے۔ اپنے بدترین دشمنوں کو معاف کرتے، محتاجوں، مسکینوں اور ضرورت مندوں کی مدد فرماتے۔ خدا کی ہیبت سے عجز و بندگی کی تصویر بنے رہتے۔ کم بولتے، ادب کے ساتھ بیٹھ کر کھاتے، بچوں کو پیار کرتے اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ امتیاز نہ کرتے۔ ایک دن سفر میں تھے کہ اپنے ساتھیوں کو ایک بکری تیار کرنے کا حکم دیا۔ ایک شخص نے کہا: میں اس کو ذبح کروں گا، دوسرے نے کہا: میں اس کی کھال اتاروں گا، تیسرے نے کہا: میں اس کو پکاؤں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں لکڑی جمع کروں گا۔ لوگوں نے کہا کہ اے

خدا کے رسول! ہم سب کام کرلیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں جانتا ہوں کہ تم لوگ کرلو گے مگر میں امتیاز کو پسند نہیں کرتا۔ اللہ کو یہ پسند نہیں کہ اس کا کوئی بندہ اپنے ساتھیوں کے درمیان امتیاز کے ساتھ رہے۔

یہ اور اس قسم کے بے شمار واقعات سیرت کی کتابوں میں ملتے ہیں۔ انھی عملی واقعات اور آپ کی مشفقانہ تعلیم و تربیت نے مخاطب کے دلوں کو جیت لیا۔ آپ کے اخلاق حسنہ اور بے مثل تعلیم و تربیت کا ان پر براہِ راست اثر ہوا اور تیئیس سال کے قلیل عرصے میں دنیا کی جاہل ترین قوم متمدن ترین قوم اور سب سے زیادہ تہذیب یافتہ قوم بن گئی، جس نے اخلاقی، ثقافتی اور تہذیبی لحاظ سے ایک ایسا فکری انقلاب برپا کیا جس کی نظیر تاریخِ عالم میں نہیں ملتی۔ اس معلم اعظم کی معلمی کے کمالات کا اعتراف کرتے ہوئے دی ہنڈریڈ (the Hundred) کا مصنف ڈاکٹر مائیکل ایچ ہارٹ (Dr. Michael H. Hart) لکھتا ہے کہ آپ ﷺ تاریخ کے وہ تنہا شخص ہیں جو مذہبی اور دنیوی دونوں لحاظ سے بے انتہا کامیاب رہے۔

'He was the only man in history who was supremely successful on the both the religious and secular level.'

آپ ﷺ حج کا مقدس فریضہ ادا کر رہے تھے تو ایک لاکھ چوبیس ہزار متعلمین آپ کے اطراف تھے۔ کیا تاریخ اس حقیقت کو رد کرسکتی ہے۔ چوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر عمل کی تقلید پیروان اسلام کے لیے ضروری ہے اس لیے امت مسلمہ کے متعلمین کی یہ ذمے داری ہے کہ وہ اسی مقدس طریقۂ تعلیم و تربیت سے روشنی حاصل کر کے اپنے فرائض کو حدیث کے مطابق معلم خیر کے لیے کائنات کی تمام چیزیں دعائے مغفرت کرتی ہیں:

آخر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معلمین کے لیے جو حدیثیں ارشاد فرمائی ہیں یہاں ان میں سے چند نقل کی جاتی ہیں:

- جس شخص سے علم کی کوئی ایسی بات پوچھی جائے جس کو وہ جانتا ہے اور وہ اس کو چھپائے (یعنی نہ بتائے) تو قیامت کے دن اس کے منہ میں آگ کی لگام دی جائے گی۔
- علم سکھاؤ اور سختی نہ کرو۔ معلم سختی کرنے والے سے بہتر ہے۔
- لوگوں سے ان کی عقلوں کے مطابق بات کرو۔
- آسانیاں بہم پہنچاؤ، شدائد میں مبتلا نہ کرو۔ خوش خبری دو، متنفر نہ کرو۔
- اگر ہمارے معلمین صرف ان چاروں احادیث پر ہی عمل کرلیں تو ہمارے معاشرے کی تعلیمی پسماندگی دور ہوسکتی ہے۔

نصاب مطالعہ

برائے ارکان جماعت اسلامی

سال 2022-23ء

اپریل/رمضان	تلاوت قرآن مجید (مکمل)، ترجمہ وتفسیر (حتی الوسع)، راہ عمل سے (ایک حدیث)، حقیقت صوم
مئی	سورۃ التوبہ (ابتدائی 5 رکوع)، راہ عمل سے (ایک حدیث)، تحریک اور کارکن ابتدائی دو باب
جون	سورۃ المومنون (ابتدائی چار رکوع)، راہ عمل سے (ایک حدیث)، تحریک اور کارکن باب سوم اور چہارم
جولائی	سورۃ الفرقان (مکمل)، راہ عمل سے (ایک حدیث)، تحریک اور کارکن باب چہارم تا ششم
اگست	سورۃ الاحزاب (ابتدائی 6 رکوع)، راہ عمل سے (ایک حدیث)، جادہ و منزل (ابتدائی صفحات تا باب 6)
ستمبر	سورۃ الکہف (ابتدائی 4 رکوع)، راہ عمل سے (ایک حدیث)،، جادہ و منزل (باب 7 تا باب 12)
اکتوبر	سورۃ المجادلہ (مکمل)، زادراہ سے (ایک حدیث)، حیات طیبہ
نومبر	سورۃ الحشر (مکمل)، زادراہ (ایک حدیث)، تحریک اسلامی کی اخلاقی بنیادیں
دسمبر	سورۃ الحج (مکمل)، زادراہ (ایک حدیث)، تحریک اسلامی کا آئندہ لائحہ عمل
جنوری	سورۃ الصف (مکمل)، زادراہ سے (ایک حدیث)، کارکنوں کے باہمی تعلقات
فروری	سورۃ الحجرات (مکمل)، زادراہ سے (ایک حدیث)، رسول خدا ﷺ کا طریق تربیت
مارچ	سورۃ المنافقون (مکمل)، زادراہ سے (ایک حدیث)، دستور جماعت اسلامی دفعات 10 تا 20

امیر جماعت سے کیا گیا عہد!

- نماز کا اہتمام، مطالعہ قرآن روزانہ
- جھوٹ اور غیبت سے اجتناب
- والدین کا احترام اور اہل خانہ کی تربیت
- رزق حلال کلچر کی ترویج
- کمزور اور ضرورت مند کی مدد

jamaatwomen

www.jamaatwomen.com Nazimajiw@gmail.com